REGD, NO, P-61

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان یکم دسمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۲۸ر نومبر بوقت ۸½ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان یکم دسمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

افریقہ اور یورپ و امریکہ میں ایک نئے انقلاب کے آثار!

دنیا میں غلبۂ اسلام کے دن اب قریب آ رہے ہیں

بیسویں صدی اس لحاظ سے ہی ایک انقلاب انگیز صدی نہیں ہے کہ اس میں مغربی استعماریت کی صف لپٹ رہی ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی یہ انقلاب انگیز صدی ہے کہ اس میں مغربی استعماریت کے ساتھ ساتھ دنیا سے عیسائیت کی صف بھی لپیٹنی شروع ہو گئی ہے۔ بلکہ دنیا سے عیسائیت کی صف ہی نہیں لپیٹ رہی بلکہ آسمانی پیشگوئیوں کے عین مطابق اب اس کی جگہ اسلام کے غالب آنے اور پوری دنیا پر محیط ہونے کے آثار دن بدن نمایاں سے نمایاں تر ہوتے جا رہے ہیں۔

انیسویں صدی کے اواخر تک مغربی استعماریت اپنے پورے عروج پر تھی ایشیا اور افریقہ کے وسیع علاقوں پر مغرب کی عیسائی اقوام ٹڈی دل کی طرح چھائی ہوئی تھیں۔ اُن کے بر آن ترقی پذیر غلبہ و استیلاء میں کسی قسم کے ضعف یا اضمحلال کے خفیف سے خفیف آثار بھی نظر نہ آتے تھے یوں معلوم ہوتا تھا کہ ان کا یہ غلبہ ہمیشہ ہمیش قائم رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت بھی اسے مٹا نہیں سکتی ان کے اس سیاسی غلبہ کی آڑ میں ان علاقوں میں عیسائیت بھی جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی اور آگے ہی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی بظاہر یہی نظر آتا تھا کہ یہ آگ پورے مشرق کو روحانی لحاظ سے خاکستر کئے بغیر نہ رہے گی۔ چنانچہ مغربی طاقتوں کے سیاسی غلبہ و استیلاء کی روز افزوں ترقی کی رفتار کو دیکھ کر عیسائی پادری اور مناد یہ پیشگوئیاں کرنے لگے تھے کہ بیسویں صدی شروع ہونے کی دیر ہے کہ عیسائیت ساری دنیا میں غالب آ کر جملہ اقوام کو خداوند یسوع مسیح کے آگے جھکنے اور اسے اپنا نجات دہندہ تسلیم کرنے پر مجبور کر دے گی۔

انیسویں صدی کے اس ہولناک پس منظر میں جب ہم بیسویں صدی کے نقطۂ آخر پر جس میں سے ہم گزر رہے ہیں نظر ڈالتے ہیں تو یہ دیکھ کر حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی کہ دنیا کا نقشہ سرے سے کلیۃً ہی بدلا ہوا ہے۔ نہ مغربی استعماریت کا وہ عروج نظر آتا ہے اور نہ عیسائیت کا وہ پہلا سا طمطراق مشرق کے محکوم علاقے مغربی طاقتوں کے غلبہ و استیلاء سے ایک ایک کر کے آزاد ہوتے جا رہے ہیں اور ہو بھی رہے ہیں بغیر کسی جنگ یا توپ و تفنگ کے۔ جس تیزی کے ساتھ ان آزاد علاقوں میں سے عیسائیت کی صف بھی لپٹ رہی ہے ساری دنیا کو خداوند یسوع مسیح کے نام پر فتح کر ڈالنے کے خواب دیکھنے والے پادری اب بہ نہایت حسرت و یاس کے عالم میں یہ کہہ رہے ہیں کہ آج عیسائیت کو ایک زبردست چیلنج کا سامنا ہے یہ چیلنج اتنا خطرناک ہے کہ اس کی وجہ سے عیسائیت کو خود اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں یہ چیلنج کیا ہے اور کس کی طرف سے ہے؟ اس کا حال یوں تو یورپ کے عیسائی اخبارات میں چھپتا رہتا ہے۔ لیکن انگلستان سے شائع ہونے والے عیسائی ہفت روزہ انکوائرر (THE INQUIRER) نے اپنی ایک حالیہ اشاعت میں ایک نئے انداز میں اس کا پھر اعادہ کیا ہے۔ اس جریدہ میں عیسائیت کو چیلنج

"THE CHALLENGE TO CHRISTIANITY" کے زیر عنوان مسٹر آرتھر پیکاک ایک مضمون شائع ہوا ہے اس میں وہ رقمطراز ہیں:۔

"۱۹۶۰ء اور اس کے بعد کی سمٹتی ہوئی دنیا میں عیسائیت کو غیر عیسائی مذاہب کی طرف سے ایک زبردست چیلنج کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ یہ مذاہب ان ممالک میں جو حال ہی میں سیاسی آزادی سے ہمکنار ہوئے ہیں بہت زور آزمائی کا اظہار کر رہے ہیں جن میں سے ہر ایک کی سرزمین میں اس کی جڑیں مضبوطی سے قائم ہیں۔ ان کے علاوہ جنہوں نے خود عیسائیت کے مقابلہ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ افریقہ میں اسلام آگے ہی آگے بڑھ رہا ہے یورپ اور امریکہ میں مشرق کی مذہبی تحریکات مثلاً رام کرشنا تحریک، ویدانت مجالس، بدھسٹ حلقے اور اسلام کی طرف منسوب ہونے والی جماعتیں دن بدن پنپ رہی ہیں"۔

دی انکوائرر بابت ۵ر ستمبر ۱۹۶۴ء

انکوائرر کا یہ اقتباس اس امر پر شاہد ناطق ہے کہ عیسائیت کا وہ طمطراق جو انیسویں صدی کے اواخر تک اس کا طرۂ امتیاز تھا نہ صرف مشرق میں بلکہ خود مغرب میں بھی اب ختم ہو چکا ہے دنیا کو فتح کرنے کے خواب تو رہے ایک طرف اب اسے خود اپنے گھر کی فکر پڑی ہوئی ہے۔ کیونکہ انکوائرر ہی کے اپنے قول کے مطابق غیر عیسائی مذاہب جن میں اسلام پیش پیش ہے مغربی عوام کی دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے اور وہ ان کے مطالعہ کی طرف مائل ہو رہے ہیں

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا تہترواں جلسہ سالانہ

جملہ احباب جماعت احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے ۱۸ر ۱۹ر ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۴ء کی تاریخیں رکھی گئی ہیں تاکہ دوست کرسمس کی چھٹیوں اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعایتی کرایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت، عہدیداران و مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ جمعہ اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے مواقع پر یہ اعلان جلسہ سالانہ تک کر کے زیادہ سے زیادہ احباب و زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی برکات سے فائدہ اٹھا سکیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے لاہور آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

قادیان سے قادیان تک

دورہ جنوبی ہند (برائے وصایا و زکوٰۃ) کے تأثرات

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

(قسط اوّل)

"میں تو ایک تخمریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔ (تذکرۃ الشہادتین)

یہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جو اس نے اپنے موجودہ زمانہ کے مامور کی زبان سے فرمائی اور اسی پیشگوئی کرنے والے خدا کی قسم اس کا ایک ایک حرف اپنی پوری شان اور آب و تاب کے ساتھ پورا ہو چکا ہے۔ اور ناچیز راقم اپنی عینی شہادت آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار ۷ر اکتوبر کو قادیان کی مقدس بستی سے جنوبی ہند کے دورہ پر روانہ ہوا۔ یوں تو اپنے عزیزوں اور دوستوں سے وقتی جدائی کا احساس ہر شخص کو ہوتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ قادیان کے ساکنین جب اس پیاری بستی سے جدا ہوتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اپنی والدہ کی شفقت بھری گود چھینی جا رہی ہو۔

میں بٹالہ سے پٹھانکوٹ بمبئی ایکسپریس پر سوار ہوا۔ اور میرا چار ہزار میل لمبا سفر شروع ہو گیا۔ ٹرین دن بھر چلتی رہی اور جالندھر، لدھیانہ، انبالہ وغیرہ تمام مقامات سے گزرتی ہوئی شام کو دہلی پہنچ گئی۔ یہ تمام مقامات جو میری راہ میں آئے ان میں تقسیم ملک سے قبل بڑی مخلص اور جاندار احمدیہ جماعتیں قائم تھیں۔ جن کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر کے لاکھوں تک پہنچی تھی۔ لیکن تقسیم ملک کے حادثہ نے ان سب کو ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور آج یہ کیفیت ہے کہ قادیان سے دہلی تک کے راستہ میں کوئی جماعت نہیں ہے۔ دہلی کے پلیٹ فارم پر مکرم برادرم رحمت اللہ خاں صاحب سے ملاقات ہوئی جو دہلی میں سینیٹری سامان تیار کرتے ہیں۔ اور جنہوں نے میری تحریک پر بہشتی مقبرہ قادیان کے لئے چپس کے بنے ہوئے گملے اور بنچ کافی تعداد میں دیئے ہیں اور حال ہی میں ایک فوارہ بھی بھجوایا ہے۔ اور آئندہ بھی بہشتی مقبرہ کی تزئین کے لئے سامان دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

دہلی سے بمبئی تک کا ۲۴ گھنٹہ کا سفر یوں طے ہوا کہ راستہ میں آنے والے تمام اہم مقامات پر میری قوت حافظہ نے یاد دلایا کہ ان میں سے ہر مقام پر احمدیہ جماعتیں کسی زمانہ میں موجود تھیں۔ لیکن اب صرف جھانسی اور اٹارسی دو مقامات ایسے آتے ہیں جہاں اکا دکا احمدی موجود ہے اور باقی سب تقسیم ملک کے سیلاب میں بہہ کر پاکستان چلے گئے یا وہیں ختم ہو گئے۔

۱۳ر اکتوبر کو میں بمبئی پہنچا۔ بمبئی — جو عروس البلاد کہلاتا ہے اور قریباً پچاس لاکھ کی آبادی کا شہر ہے۔ یہاں تین روز قیام رہا اور اس دوران میں مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج مبلغ احمدیہ مشن بمبئی کے ہمراہ شہر کے مختلف مقامات دیکھنے کے علاوہ وہ بلند و بالا عمارات سے گھرا ہوا وہ وسیع و عریض میدان بھی دیکھا جہاں آجکل آل ورلڈ کرسچین کانفرنس ہو رہی ہے۔ ان ایام میں اس میدان کے ارد گرد تاروں کا جنگلا لگایا جا رہا تھا۔ اور میدان کے وسط میں گھنٹے اور گھڑیال نصب کرنے کے لئے کچھ چوبی ستون گاڑے جا رہے تھے۔ خاکسار اور مولوی سمیع اللہ صاحب نے پیدل اس میدان کو عبور کیا اور چلتے چلتے اس کانفرنس کے دوران احمدیہ بک سٹال کی ریزرویشن اور تقسیم لٹریچر وغیرہ کی باتیں ہوتی رہیں۔ اور اسکیمیں زیر غور رہیں۔ بمبئی شہر میں جماعت کی تعداد کم ہے۔ لہٰذا یہاں صرف تین نئی وصیتیں ہوئیں۔

عیسائیت — جو اپنے مادی وسائل کے اعتبار سے ایک سمندر ہے اور احمدیت — جو اپنے ظاہری وسائل کے لحاظ سے ایک قطرہ ہے لیکن قطرہ سوچ رہا ہے کہ اس سمندر کو کس طرح اپنے گھیرے میں لے کر ختم کر دیا جائے — میں اور مولوی سمیع اللہ صاحب جب اس کانفرنس پر تقسیم لٹریچر وغیرہ کی باتیں کر رہے تھے تو ایک طرف اس کانفرنس کے لئے عیسائیوں کا قریباً ایک کروڑ روپیہ کا خرچ نظر آ رہا تھا اور دوسری طرف اپنی غریب سی جماعت کا صرف دو تین ہزار روپیہ سالانہ (لٹریچر کا) بجٹ بھی ہمارے سامنے تھا۔ اور ہمیں رہ رہ کر اپنی بے بسی اور بے بضاعتی پر رحم آ رہا تھا۔ لیکن آپ یقین کیجئے کہ ہمارے دل اس یقین سے لبریز تھے کہ عیسائیت ہمارا شکار ہے۔ ایک کنجشک بے مایہ ایک شہباز سے ٹکرا جانے کے لئے پر تول رہی تھی! اور میں سوچ رہا تھا کہ بالکل ایسا ہی منظر تھا وہ بھی — جب مدینہ کی ایک چھوٹی سی کچی مسجد کے کنکروں والے فرش پر چند نیم برہنہ مفلوک الحال سے دیوانے بیٹھے تھے۔ مسجد کی چھت کھجور کے پتوں کی تھی جس میں سے سورج کی کرنیں چھن چھن کر فرش پر گرتی تھیں وہ دیوانے جنہیں نان جویں بھی میسر نہ تھی۔ جن کے پاس شب بسری کا سامان بھی نہ تھا وہ بھوک سے نڈھال فاقہ کش اس کنکریلے فرش پر بیٹھے قیصر و کسریٰ اور روما پر فتح پانے کے منصوبے بنایا کرتے تھے۔ ان کے دل بھی یقین سے لبریز تھے۔ اور آخر دنیا نے حیرت کے ساتھ دیکھا کہ ان کی تائید میں آسمان سے فوجیں اتریں۔ اور قیصر و کسریٰ اور روما سب کے سب اسلام کے زیر نگیں ہو گئے۔

خاکسار اور مولوی سمیع اللہ صاحب (اراکین وفد) بمبئی سے ۱۶ر اکتوبر کو دورہ پر نکلے اور ۱۷ر کو ہبلی پہنچ گئے۔ جماعت ہبلی کے مخلصین نے اسٹیشن پر استقبال کیا۔ رات کو انجمن احمدیہ ہبلی میں احباب کو وصایا و زکوٰۃ کی تحریک کی گئی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تعداد کے لحاظ سے کافی افراد نے وصیت کی۔ یہاں تقسیم ملک سے قبل غیر مبایعین کی جماعت تھی لیکن ۱۹۵۲ء میں مکرم چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ (حال ایڈیشنل ناظر امور عامہ) کی مساعی سے ان لوگوں کی اکثریت نظام خلافت سے وابستہ ہو گئی۔ اور خدا کے فضل سے اپنے اندر اخلاص کا رنگ رکھتی ہے۔ یہاں چھ افراد نے وصیت کی۔

اگلے روز ہمارا وفد مکرم قاضی سید امیر الدین صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ سی دھارواڑ کی ملاقات کے لئے گیا۔ وہ ایک صوفی منش خاموش طبع مخلص احمدی ہیں۔ انہوں نے خوشی سے اپنا ماہوار چندہ بڑھا دیا۔

ہبلی سے ۱۹ر کو چل کر اسی روز ہمارا وفد شموگہ پہنچا۔ یہاں مکرم حکیم محمد الدین صاحب مبلغ نے پورا تعاون فرمایا اور کافی احباب نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ اور تمام افراد جماعت نے تعاون و اخلاص کا مظاہرہ کیا۔ علاقہ میسور میں خاکسار کا یہ پہلا سفر تھا۔ چنانچہ جب ہم شموگہ پہنچے تو بس کے اڈہ پر تانگہ کی تلاش ہوئی۔ قلی نے ہمارا سامان بس سے اتار کر سڑک پر رکھا اور ایک عجیب سی چیز ہماری سواری کے لئے لے آیا۔ وہ ایک متحرک شئے تھی جس کے آگے تین فٹ قد کا گھوڑا جتا ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ اس سواری کو وہاں کی زبان میں "جھٹکا" کہتے ہیں۔ یہ اوپر سے مدور سی شکل میں چھپا ہوا تھا اور اندر کوئی سیٹ وغیرہ نہ تھی قلی نے سامان اندر رکھ دیا اور کہا بیٹھ جائیے لیکن وہ اتنی چھوٹی سواری تھی کہ سامان اندر رکھنے کے بعد صرف ایک آدمی بیٹھ سکتا تھا اور دوسرا ساتھ لٹک سکتا تھا۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ اور دونوں اراکین وفد "جھٹکا" سوار ہو گئے۔ میں اس کے اندر بیٹھ گیا مگر یوں جیسے میری مشکیں کس دی گئی ہوں۔ اور مولوی سمیع اللہ صاحب پچھلی طرف پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سواری کا نام "جھٹکا" میسور والوں نے نہیں رکھا بلکہ کسی پنجابی نے رکھا ہے۔ کیونکہ اس میں بیٹھتے ہی جھٹکا ہو جاتا ہے۔ صرف کھال اتارنا ہی باقی رہ جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس جھٹکے کی سواری کے بعد جماعت کے مخلصین نے ذبیحہ کے ذریعہ سے یہ کوفت مٹا دی۔ اور اس کے بعد ہم میسور میں ہم جہاں کہیں گئے "حلال" سے واسطہ پڑا "جھٹکا" سے نہیں پڑا۔ شموگہ کی جماعت نے خوب تعاون کیا۔ اور یہاں ۱۳ وصیتیں ہوئیں۔

شموگہ سے ۲۱ر کو چل کر ہم ۲۲ر کو بنگلور پہنچے۔ بنگلور جنوبی ہند کا ایک صاف ستھرا اور خوبصورت شہر ہے۔ اپنی خوبصورتی اور آب و ہوا کے لحاظ سے اسے جنوبی ہند کا کشمیر کہا جاتا ہے اور بجا طور پر کہا جاتا ہے۔ یہاں کا سیکرٹریٹ نہایت خوبصورت اور عالیشان ہے اور حال ہی میں دو کروڑ روپیہ کی لاگت سے تعمیر ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان بھر میں یہ اول درجہ کا سیکرٹریٹ ہے۔ مکرم بی۔ ایم بشیر احمد صاحب جاڑ سے شکریہ کے خاص طور پر مستحق ہیں کہ انہوں نے ٹیکسی پر ساتھ لے جا کر ہمیں شہر کے اکثر حصوں کی سیر کرائی اور سیکرٹریٹ بھی دکھایا۔ اور وصایا کے سلسلہ میں بھی تعاون فرمایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ مکرم بی۔ ایم عبد الرحیم صاحب ان ایام میں اپنے فرزند کی شادی کی تیاریوں میں سخت مصروف تھے۔ یہاں سات افراد نظام وصیت میں شامل ہوئے۔

بنگلور سے ۲۵ر کو ہمارا وفد روانہ ہوا۔ اور اسی شام مرکرہ پہنچ گیا۔ مرکرہ میں ایک نئی جماعت ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے اخلاص اور قربانی کے لحاظ سے اچھا مقام رکھتی ہے۔ اس چھوٹی سی جماعت نے اپنی قربانی اور مستعدی سے مسجد اور انجمن کے لئے ایک مکان اٹھارہ ہزار روپیہ میں خرید کیا ہے جس میں باقاعدہ نمازیں ہوتی ہیں۔ یہاں مولوی عبد السلام صاحب مولوی فاضل مبلغ ہیں۔ یہاں پہلے کوئی موصی نہ تھا لیکن ساری تحریک پر سات افراد نے وصیت کی۔

مرکرہ ایک پر فضا پہاڑی مقام ہے۔ جس کے چاروں طرف چھوٹی اونچی کافی مرچ اور کافی کے باغات ہیں۔ یہاں جنوبی ہند کے تمام مقامات سے خنکی کچھ قدر زیادہ ہوتی ہے۔ یہ مقام سطح سمندر سے قریباً چار ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یہاں احباب نے ہمیں ایک خاص جگہ دکھائی جسے "راجہ سیٹ" (RAJA SEAT) کہتے ہیں۔ یہ شہر کے ایک اونچے مقام پر واقع ہے۔ جہاں کھڑے ہو کر دیکھیں تو نیچے دو اڑھائی ہزار فٹ کی گہرائیوں میں ایک وسیع وادی ہے جسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے اپنی عظیم صناعی اور فیاضی سے یہاں سبز جھلمل مخمل کا فرش بچھا دیا ہے۔ ہر طرف آنکھوں میں کھب جانے والا ایک حسین و جمیل سبزہ زار ہے۔ اس کی نظر افروزی کی کیفیت بس دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے۔

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ اسلام کی پرحکمت تعلیم کو دُنیا میں رائج کرنیکے لئے قائم کی گئی ہے

ہر فردِ جماعت کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے اپنی اصلاح کرے اور پھر محبت اور ہمدردی کے ساتھ دوسروں کی اصلاح کرنے کی کوشش کرے

ہر شخص اپنے اہل و عیال کی اصلاح کا ذمہ دار ہے اس کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کو نمازوں کے لئے مساجد میں لائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۴ر اگست ۱۹۳۴ء بمقام قادیان

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
اللہ تعالیٰ نے ہر امر میں کامیابی کے حصول کے لئے

ایک راستہ مقرر کیا ہوا ہے

جب تک کوئی انسان اس راستہ کو اختیار نہ کرے اس وقت تک اسے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی دنیا میں لوگ مختلف قسم کی باتیں بیان کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے ملکی اور قومی ترقی صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ بڑے بڑے بینک ہوں۔ انشورنس کمپنیاں اور تجارتیں ہوں اور کوئی کہتا ہے کہ ملکی ترقی اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب کہ تمام اہم کام چند مستند ہستیوں کے سپرد ہوں۔ افراد کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہیئے کہ وہ ملکی کاموں میں دخل دیں اور کوئی یہ کہتا ہے کہ قوم کے تمام افراد ملک کا ایک اہم حصہ ہیں اسی لئے خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا ہر شخص کو ملکی امور میں دخل دینے کا حق ہونا چاہیئے۔

یہ وہ مختلف خیالات ہیں

جو یورپ کی اس جنگ و دو کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ جو وہ راحت و آرام کے حصول کے لئے کر رہا ہے لیکن نہ تو اسکے ان بلند معیاروں نے اسے فائدہ دیا جنہیں وہ آج سے ایک سو سال پہلے تجویز کر چکا تھا نہ وہ عمارت اس کے کام آسکی جس کو پیٹر فریڈرک نپولین اور الزبتھ نے تیار کیا اور نہ آج وہ عمارت کام آسکی جسے مارکس وغیرہ قسم کے لوگوں نے تیار کیا نہ اس میں انسانی نجات تھی اور نہ اس میں انسان کے لئے راحت ہے۔ یہ ساری چیزیں معمولی بے اثر اور غیر مفید ہیں جو چیز دنیا کی نجات کا موجب ہو سکتی ہے اور جس چیز کے ذریعہ کامیابی اور حقیقی راحت حاصل ہو سکتی ہے وہ وہی ہے جسے اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا

اور جو وصلی راستہ ہے نہ وہ انشورنس کمپنیوں اور ناجائز دولت جمع کرنے کے سامانوں کی طرف جاتا ہے اور نہ وہ مارکس ازم کے ذریعہ تمام افراد کی منفردانہ کوششوں کو توڑ کر جبری طور پر انسانوں میں مساوات قائم کرتا ہے۔ اس لئے امن اسی ذریعہ سے حاصل ہو سکتا ہے جسے اسلام پیش کرتا ہے مگر اس کے لئے بھی کسی جدو جہد اور کوشش اور قربانی کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ میں بے شک سب طاقتیں اور قدرتیں ہیں مگر وہ اپنی طاقتوں اور قدرتوں کو بعض حالات کے ماتحت ظاہر کیا کرتا ہے اس میں طاقت ہے کہ وہ بچے کو ایک سیکنڈ میں پیدا کر دے مگر وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ نو ماہ کے بعد بچے کو پیدا کرتا ہے اسیطرح اس میں طاقت ہے کہ وہ غلہ کو ایک سیکنڈ میں اگا دے مگر وہ کوئی غلہ پانچ ماہ میں اور کچھ چھ مہینہ میں اگاتا ہے۔ پھر اس میں طاقت ہے کہ وہ پھلوں کو ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں پیدا کر دے مگر وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ کسی پھل کو دس سال بعد اور کسی کو بارہ سال کے بعد پیدا کرتا ہے۔

یہ سب حکمت کی باتیں ہیں

اور مختلف قسم کے اسرار اپنے اندر رکھتی ہیں جو شخص قدرت کے کاموں پر غور کرتا ہے وہ ان سے واقف ہو جاتا ہے اور جو شخص آنکھیں بند کر لیتا ہے وہ اعتراض کرنے لگ جاتا ہے اور اس میں شبہ ہی کیا ہے کہ ٹھوکریں کھانیوالا اعتراض ہی کرے گا۔ انگریزی میں مثل ہے کہ اگر کوئی پیشہ ور اچھا نہ ہو تو وہ ہتھیاروں کے متعلق یہ شکایت ہی کرتا رہتا ہے کہ وہ خراب ہیں کبھی کہہ دے گا تیشہ ناقص ہے۔ کبھی کہہ دے گا فلاں اوزار ٹھیک نہیں اور بجائے اپنا نقص دیکھنے کے ہتھیاروں پر اعتراض کرتا ہے اور آلات کے متعلق عیب چینی کرتا رہے گا لیکن اس طرح کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اعتراضات کا طومار بھی اگر کھڑا کر دیا جائے تو وہ کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا

کامیابی ہمیشہ تبھی ہوتی ہے

جب صحیح طریق اختیار کیا جائے اور صحیح ذرائع کا استعمال کیا جائے۔ پس جس مقصد اور کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو کھڑا کیا ہے یعنی اسلام کی وہ پرامن اور پرحکمت تعلیم جس کے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا اسے پھر دنیا میں رائج کرنا۔ اس تعلیم کے اصول اگرچہ قرآن مجید میں موجود ہیں لیکن انہیں پرحکمت طور پر چلانا یہ ہمارا کام ہے۔ اگر ہنگامی طور پر کام کیا جائے تو وہ کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ فرض کرو اس مجلس میں میں کہوں کہ پانی لاؤ تو بالکل ممکن ہے دو تین سو آدمی اٹھ کر چلے جائیں۔ اس خیال کے ماتحت کہ ان میں سے ہر ایک اس آواز کے مطابق عمل کرے اور بالکل ممکن ہے ایک بھی نہ جائے اس خیال کے ماتحت کہ ممکن ہے کوئی اور چلا گیا ہو تو ہنگامی کام ہمیشہ ناقص رہتے ہیں جس چیز کے ساتھ کامیابی حاصل ہو سکتی ہے وہ تنظیم اور اصلاح ہے۔ اور

اس کے لئے ضروری ہوتا ہے

کہ سلسلہ کا ہر فرد اور ہر ذرہ ہماری نظروں کے سامنے ہو۔ جب کسی تنظیم میں یہ نقص رہ جائے کہ اس کے افراد نگاہوں کے سامنے نہ آئیں تو وہ تنظیم بگڑ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے مرکز کا کام مختلف حلقوں میں تقسیم کیا ہوا ہے اور مختلف حلقوں کی الگ الگ مساجد ہیں تاکہ تمام عہدیدار اپنے حلقہ کے ہر فرد سے واقف ہوں اور ان کی صحیح رنگ میں تربیت کر سکیں۔ درحقیقت مساجد ایک ایسی جگہ ہیں جہاں ہمارے تمام کام ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریریں بھی مسجد میں ہوتی تھیں۔ جلسے بھی مسجد میں ہوتے تھے۔ مشورے بھی مسجد میں ہوتے تھے اور تاریخ اسلام پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نکاح بھی مساجد میں ہوتے تھے۔ جھگڑوں کا تصفیہ بھی مسجد میں ہوتا تھا۔ نمازیں بھی مسجد میں ہوتیں جہاد کے مشورے بھی مسجد میں ہوتے۔ اور جب مومن کا ہر کام اس کی عبادت سمجھا جاتا ہے اور جب

اسلام نے یہ تعلیم دی ہے

کہ خدا تعالیٰ کیلئے اگر کوئی روٹی بھی کھاتا ہے تو وہ نیکی کرتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ نمازوں کے علاوہ ہمارے باقی کام جو مسجد سے تعلق رکھیں وہ عبادت میں شامل نہ ہوں اس صورت میں جھگڑوں کے فیصلے کرنا جہاد کے لئے مشورے کرنا، لڑائیوں کے لئے پریکٹس کرنا محض فتنہ و شرارہ یا جنگ کی پریکٹس کرنا نہیں کہلائے گا بلکہ یہ کام بھی عبادت میں شمار ہوں گے

احادیث میں صاف طور پر ذکر

ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک دفعہ مسجد نبوی میں فوجی کرتب دکھلائے گئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو بلایا اور فرمایا کہ کیا جنگی کرتب دیکھنا چاہتی ہو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ دیکھنا چاہتی ہوں۔ تب آپ نے فرمایا میری پیٹھ کے پیچھے ہو جاؤ اور کندھے کی اوٹ میں جنگی کرتب دیکھتی جاؤ۔

غرض

اسلام کے نزدیک

مساجد منبع ہیں تمام کاموں کا اور

مسلمانوں کی تمام جد و جہد کا۔ اور حلقہ دار انجمنوں کا قیام اسی غرض کے لئے کیا گیا ہے کہ کارکن اپنے فرائض کو سمجھیں۔ اور ان مقاصد کو اپنے سامنے رکھیں جن کے لئے یہ تقسیم عمل میں لائی گئی ہے۔

عہدہ داروں کو چاہئیے کہ وہ اپنے حلقہ کے تمام افراد کو اپنے زیر نظر رکھیں۔ اور ہر شخص کی شکل اور اس کے نام سے ذاتی واقفیت پیدا کریں۔ اور ہر بڑے کے اس سال سے اوپر کے بچوں ان کے لئے یہ لازمی قرار دیں کہ وہ مسجد میں نماز پڑھیں۔ قرآن کریم نے ہر فرد کو

اپنی اولاد کا ذمہ دار

قرار دیا ہے وہ فرماتا ہے۔ قوا انفسکم واھلیکم نارًا۔ اے لوگو تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ تم نہ صرف اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی بچاؤ۔

پس ہر شخص اپنی بیوی اور بچوں کا ذمہ دار ہے اس لئے صرف یہی نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نماز پڑھتے تھے یا نہیں۔ صرف یہی نہیں پوچھا جائے گا کہ تم

زکوٰۃ دیتے

تھے یا نہیں تم روزے رکھتے تھے یا نہیں تم حج کرتے تھے یا نہیں بلکہ یہ بھی پوچھا جائے گا کہ تمہارے بیوی بچے بھی زکوٰۃ دیتے تھے روزے رکھتے تھے اور حج کرتے تھے یا نہیں۔ اور اگر کسی کے متعلق یہ ثابت ہوا کہ اس نے اپنی بیوی اور بچوں کے متعلق اس امر میں غفلت اور کوتاہی کا ثبوت دیا ہے تو وہ اسی سزا کا مستحق ہوگا۔ جو نماز چھوڑنے والے روزہ نہ رکھنے والے زکوٰۃ نہ دینے والے حج نہ کرنے والے کے لئے مقرر ہے

پس

ہر فرد اس امر کا ذمہ وار ہے

کہ وہ اپنی اولاد کو مسجدوں میں حاضر کرے۔ بچوں کو مساجد میں لانا احادیث سے اس قدر تواتر سے ثابت ہے کہ کوئی اندھا ہی اس سے انکار کر سکتا ہے۔ حدیثوں میں صاف طور پر آتا ہے کہ پہلے مرد کھڑے ہوں۔ پھر عورتیں اور پھر بچے۔ اگر بچوں کا نمازوں میں شامل ہونا ضروری نہیں تھا تو ان کا ذکر کیوں کیا گیا۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ بچوں کو مسجدوں میں نہ لایا جائے مگر بچوں سے مراد وہ بچے نہیں جو بالکل چھوٹے ہوں اور مسجدوں میں آکر رونا چلانا شروع کر دیں یا وہ بچے بھی مراد نہیں کہ جو ابھی آنا کو ندھنے لگے۔ تو وہ اپنے میاں سے کہہ دے۔ کہ ذرا اس بچے کو نماز میں لے جانا۔ میں نے ایک مرتبہ دوستوں کو نصیحت کی کہ

بچوں کو مسجد میں لانا چاہیئے

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ لوگ جو تھے اپنے بالکل چھوٹے بچوں کو لانا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض دفعہ کوئی بچہ مسجد میں پاخانہ پھیر دیتا۔ کوئی پیشاب کر دیتا اور وہ اس قدر شور مچاتے کہ دوسروں کے لئے نماز پڑھنا مشکل ہو جاتا تب مجھے سختی سے روکنا پڑا کہ مسجدیں بچے کھلانے کی جگہ نہیں۔ ان کو اپنے گھروں میں رکھو۔ پس جب میں یہ کہتا ہوں کہ اپنے بچوں کو مسجدوں میں لاؤ۔ تو میری مراد یہ ہے کہ ان بچوں کو لاؤ جن کے متعلق شریعت یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ مسجدوں میں آئیں۔ جن لوگوں کے بچے آوارہ ہوا کرتے ہیں تم غور کر کے دیکھ لو۔ ان میں سے اکثر ایسے بچے ہوں گے جو بے نماز ہوں گے۔ اور اکثر ایسے ہی والدین کے بچے ہوں گے۔ جو اپنے بچوں کی

نمازوں کی نگرانی

نہیں کرتے۔ ورنہ یہ تو نا ممکن ہے کہ ایک شخص پانچ وقت اللہ تعالےٰ کے حضور تذلل کرے اور پھر اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔

پس بچوں کو مسجد میں لاؤ اور ان کو مسجدوں میں لانا اپنے آنے سے زیادہ اہم سمجھو۔ میرا اس سے یہ مطلب نہیں کہ تم آپ مسجد میں نہ آؤ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ چونکہ بچوں کا آنا تمہارے آنے کی نسبت مشکل ہے۔ اس لئے اس کو اہمیت دو۔ یہ کام ہر شخص کا نہیں ہے

مربیٔ اطفال

مقرر کیا گیا ہو بلکہ ہر شخص کا ہے کہ کوئی بھی بچہ ایسا نظر آئے جو مسجد میں نہیں آتا فرض ہے کہ اسے مسجد میں لانے کی کوشش کرے۔ مگر اس طرح سے نہیں کہ ایک دوکان پر بیٹھ گئے اور کہنا شروع کر دیا کہ فلاں کے بچے نماز نہیں پڑھتے۔ پھر وہاں سے اٹھ کر دوسری دوکان پر گئے اور کہنا شروع کر دیا کہ فلاں کے بچے نماز نہیں پڑھتے۔ اور وہاں سے اٹھے تو تیسری مجلس میں گئے۔ اور وہاں بھی کہنا شروع کر دیا کہ فلاں کے بچے بالکل آوارہ ہو گئے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ جن کے عیوب بیان کئے جاتے ہیں۔ وہ دوسرے شخص کے عیوب بیان کرنے لگ جاتے ہیں اور اس طرح اصلاح کی بجائے خرابی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔

اصلاح کا طریق یہ ہے

کہ جب تمہیں معلوم ہو کہ کسی بچے میں نقص ہے تو اپنے حلقہ کے پریذیڈنٹ یا سکرٹری سے کہو اور سمجھ لو کہ تمہارا کام ختم ہو گیا۔ یا اگر یہ سمجھو کہ جس شخص کے بچوں کے متعلق تمہیں شکایت ہے وہ حوصلے والا آدمی ہے اور وہ بات سنکر برداشت کر لے گا۔ تو اس سے کہہ دو۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اپنے بچوں کا کوئی عیب سن ہی نہیں سکتے۔ وہ اگر بچے چوری کرتے بھی دیکھ لیں تو نہیں گے۔ چونکہ دروازے سے داخل ہونا اس کے لئے خطرناک تھا اس لئے اس نے سیندھ لگانی شروع کر دی تھی ورنہ اس نے چوری کہیں کی تھی۔ جس شخص کے متعلق تم سمجھو کہ وہ برداشت کی طاقت نہیں رکھتا۔ اسے مت کہو اور جس کے متعلق سمجھو کہ وہ برداشت کرے گا اسے کہہ دو کہ

اس کے بچے میں یہ نقص ہے

اس کے سوا اور کسی طرف توجہ کریں۔ اگر اپنے حلقہ کے پریذیڈنٹ سیکرٹری اور سرپرست کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے پاس بھی کسی شخص کا کوئی عیب بیان کرے گا تو میرے نزدیک وہ مجرم سمجھا جائے گا۔ میں نے دیکھا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا عیب ہے جو اصلاح کے نام پر کیا جاتا ہے۔ لوگ اس بہانہ کی آڑ میں کہ ہم تو اصلاح کے لئے دوسرے کے عیب بیان کر رہے ہیں جگہ جگہ

دوسروں کی عیب چینی

کرتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ وہ خود اسلام کے خلاف عمل کر رہے ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے سورۃ نور میں اس امر کا فلسفہ کھول کھول کر بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ قوم کو تباہ کرنے والا طریق ہے۔ مگر پھر بھی لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ قرآن کریم میں صاف طور پر بیان کیا گیا ہے۔ کہ جو شخص دوسرے کے پاس کسی کا عیب بیان کرتا ہے وہ اشاعت فحش کرتا ہے جو شخص یہ کہتا ہے کہ آج کل تو لوگ بڑی چوریاں کرتے ہیں۔ وہ قوم کی اصلاح نہیں کرتا بلکہ انہیں ترغیب دیتا ہے کہ تم بھی چوری کرو۔ یہ ایک ایسا فلسفیانہ نکتہ ہے کہ کوئی قوم اسے نظر انداز کر کے ترقی نہیں کر سکتی درحقیقت

اس کی وجہ یہ ہے

کہ دنیا میں عام طور پر دین کو قبول کرنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے یہ سنا ہوا ہوتا ہے کہ خدا ایک ہے اور اس نے اپنا رسول بھیجا ہے۔ ہمیں اس کے احکام پر عمل کرنا چاہیئے۔ وہ نمازیں پڑھیں گے مگر اس لئے نہیں کہ نمازیں فلاں فلاں حکمت سے ہیں بلکہ اس لئے کہ خدا کا ایک حکم ہے۔ روزے رکھیں گے مگر اس کی حکمت انہیں معلوم نہیں ہوگی

پس دنیا کا بیشتر حصہ ایسا ہوتا ہے جو

اصولی طور پر

چند باتیں سمجھ لیتا ہے اور باقی باتوں میں تقلیدی رنگ اختیار کر لیتا ہے اور خواہ بظاہر وہ غیر مقلد ہی کیوں نہ کہلاتا ہو۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک ہزار میں سے ۹۹۹ اور ایک لاکھ میں سے ۹۹۹۹۹ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو تقلیدی طور پر اسلامی احکام پر عمل کرتے ہیں۔ حکمتوں کو سمجھنے والے ان میں بہت کم ہوتے ہیں۔ وہ اتنی بات سمجھ لیتے ہیں کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر بات

کو دوسری باتوں میں مقدم رکھنا چاہیئے۔ اس کے بعد وہ کسی حکمت کے معلوم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ صرف چند آدمی ایسے ہوتے ہیں جنہیں خدا تعالےٰ کی طرف سے تفقہ فی الدین عطا کیا جاتا ہے۔ باقی سب مقلد ہوتے ہیں خواہ وہ حریت کے دلدادہ ہی کیوں نہ کہلائیں۔ سورۃ نور میں جو حکم دیا گیا ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ جب اسلام کی حکمت سمجھ کر عمل کرنے والے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ تو باقی لوگ رہی رہ جاتے ہیں۔ جو دوسروں سے اثر قبول کرتے ہیں۔ جب انہیں معلوم ہو کہ دنیا بدی کرتی ہے تو وہ بھی اسی رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ اگر معلوم ہو کہ دنیا خراب ہو رہی ہے تو وہ بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ اور اگر معلوم ہو کہ دنیا نیک ہے تو وہ بھی نیکی کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر انہیں کسی وقت پتہ لگ جاتے کہ جنہیں ہم نیک سمجھتے تھے وہ دراصل نیک نہیں تو اسی دن ان کے دلوں سے بھی نیکی کی عظمت مٹ جاتی اور وہ بھی بدی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے نیکی کو نیکی سمجھ کر قبول نہیں کیا ہوتا بلکہ عام اثر کے ماتحت ایک خیال کی تقلید اختیار کی ہوئی ہوتی ہے پس قرآن مجید نے بالوضاحت یہ امر بیان کر دیا ہے کہ جو شخص غیر ذمہ دارانہ طریق پر کسی کے عیب بیان کرتا ہے

وہ اشاعت فحش کرتا ہے

اور وہ ویسا ہی مجرم ہے جیسا کہ گناہ کرنے والا۔ اگر ایک شخص نے چوری کی تو یہ اس کا ایک ذاتی فعل ہے۔ مگر ایک دوسرا شخص اگر ہر جگہ بیان کرتا پھرے گا کہ آجکل لوگ بڑی کثرت سے چوریاں کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چوری کی ہیبت دلوں سے مٹ جائے گی اور سننے والوں میں سے بھی کئی چور بن جائیں گے۔ پس دوسرے کی چوری کے عیب کو ظاہر کرنے والا قوم کا ہمدرد نہیں کیونکہ چوری تو ایک شخص نے کی مگر اس نے چوری کی ہیبت کم کر کے بیسیوں شخصوں کو چور بنا دیا۔ ایسے اشخاص یقیناً اس بات کے مستحق ہیں کہ انہیں سرزنش کی

جائے اور ان کی

اصلاح کی کوشش کی جائے

جب کوئی شخص ہمیں آکر کہتا ہے کہ میری اصلاح کرو تو ہمارا حق ہے کہ ہم

درستیٔ اخلاق کے لئے مناسب قدم اُٹھائیں

اگر اس کی نیت اصلاح کی ہوگی تو وہ ہمارے ساتھ رہے گا اور اگر نیت نہ رہے گی تو کہہ دے گا جاؤ جی میں بیعت توڑتا ہوں۔ اس کے بعد ہمارا اس پر کوئی حق نہیں رہے گا بہرحال جب کوئی شخص ہمارے پاس آجاتا ہے تو اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ہمارے بتائے ہوئے طریق کے مطابق کام کرے کیونکہ بیعت کے بعد کسی مومن کا یہ کام نہیں کہ وہ اپنا قدم پیچھے ہٹائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ گئے تو انصار سے آپؐ نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ اگر مدینہ پر کوئی قوم حملہ آور ہوئی تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے لیکن اگر مدینہ سے باہر جنگ کرنی پڑی تو ہم ساتھ نہیں دیں گے

جنگ بدر کے موقعہ پر

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین کو اکٹھا کیا اور فرمایا اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ مہاجرین نے کہا یا رسول اللہ مشورہ کا کیا سوال ہے آپ آگے بڑھیں اور لڑیں ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ آپؐ نے پھر فرمایا۔ اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ مہاجرین نے پھر کہا۔ یا رسول اللہ ہماری یہ رائے ہی ہے کہ آپ لڑیں۔ آپؐ نے پھر فرمایا اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ اس پر انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا یا رسول اللہ شاید لوگوں سے مراد آپ کی انصار ہیں۔ کیونکہ مہاجرین تو پے در پے کھڑے ہوتے اور انہوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ مگر آپؐ نے یہی فرمایا اے لوگو مجھے مشورہ دو اس لئے شاید اس سے مراد ہم انصار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ بے شک جب اسلام کا ذرا ابھی ہم میں کامل طور پر داخل نہیں ہوا تھا تو ہم نے آپ سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ ہم مدینہ میں ہی دشمن سے لڑیں گے مدینہ کے باہر اگر جنگ ہوئی تو اس میں شامل نہیں ہونگے مگر یا رسول اللہ اب تو اسلام ہمارے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا ہے سامنے سمندر ہے آپ ہمیں حکم دیجئے ہم ابھی اس میں کود پڑتے ہیں اور آپ یہ مت خیال کیجئے کہ ہم آپ سے پیچھے رہیں گے۔ خدا کی قسم ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور کوئی دشمن اس وقت تک آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ہماری

نعشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔

یہ وہ ایمان ہے

جو بیعت کے بعد ہر انسان کو حاصل ہونا چاہیئے اور یہی ایمان ہے جس کے پیدا کرنے کا آپ لوگوں نے اقرار کیا ہے۔ اس کے بعد اگر نظام سلسلہ کی طرف سے کسی کی اصلاح کی غرض سے کوئی قدم اُٹھایا جائے تو اس کا کوئی حق نہیں کہ وہ اس پر شور مچائے۔ آخر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اصلاح کی جائے مگر اس کے لئے کوئی سامان نہ کئے جائیں۔ یہ تو ویسی ہی بات ہو جاتی ہے جیسے کہتے ہیں کہ کوئی کنجوس شخص تھا اس کا یہ طریق تھا کہ وہ ایک عورت سے شادی کرتا کچھ دنوں کے بعد اس کے زیور اور روپیہ پر قبضہ کر کے اسے چھوڑ دیتا۔ پھر دوسری شادی کرتا کچھ عرصہ کے بعد اسے بھی چھوڑ دیتا۔ اسی طرح اس نے کئی شادیاں کیں اور کسی نہ کسی بہانے سے سب کو نکال دیا۔ آخر ایک اور عورت سے شادی کی وہ بڑی ہوشیار اور عقلمند تھی۔ کئی مہینے گزر گئے مگر اس نے کوئی ایسا امر ظاہر نہ ہونے دیا جو اسے ناگوار گزرتا۔ اس شخص کو خیال آیا کہ اگر یہ اس طرح میرے پاس رہی تو میں اس کے زیورات وغیرہ پر قبضہ کیسے کر سکوں گا۔ پھر وہ چونکہ بڈھا بھی ہو چکا تھا اس کے دل میں خیال آیا کہ اگر میں مر گیا تو میری دولت پر بھی یہ قابض ہو جائے گی۔ ایک دن یہ سوچ کر باورچی خانہ میں چلا گیا بیوی روٹیاں پکا رہی تھی جاتے ہی اس نے جوتا اُٹھا لیا اور بیوی کے سر پر مارنے لگا اور کہنے لگا کم بخت تو روٹی تو ہاتھوں سے پکاتی ہے تیری کہنیاں کیوں ہلتی ہیں۔

وہ عورت عقلمند تھی

کہنے لگی آپ ناراض ہو کر کیوں اپنی طبیعت خراب کر رہے ہیں روٹی تیار ہے کھانا کھائیے۔ اس کے بعد جتنا جی چاہے مجھ پر غصہ نکال لو۔ خیر اس کی باتوں سے وہ کچھ ٹھنڈا ہوا اور روٹی کھانے بیٹھ گیا۔ جب روٹی کھا رہا تھا تو بیوی جوتا لے کر کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی کم بخت تو کھانا تو منہ سے کھاتا ہے تیری داڑھی کیوں ہلتی ہے۔ اس نے ہاتھ جوڑ دیئے کہ آج سے میرا تیرا مقابلہ بند ہوا تو جیتی میں ہارا۔ جس طرح روٹی پکاتے ہوئے کہنی ہلے گی اور کھانا کھاتے ہوئے داڑھی ہلے گی اسی طرح جب کوئی شخص لوگوں کی اصلاح کرنا چاہے گا تو اسے بعض لوگوں کو سزا بھی دینی پڑے گی۔ پس اصلاح کے بتائے ہوئے طریقوں پر آپ لوگ کام کریں۔

ہر شخص کا یہ فرض ہے

کہ جب وہ کسی کا عیب دیکھے اسے خود دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور اگر دیکھے کہ اس کی اصلاح ہو گئی ہے تو وہ خاموش ہو جائے اور اس عیب کا کسی دوسرے سے پاس ذکر تک نہ کرے۔ اگر وہ دیکھتا ہے کہ خود اصلاح نہیں کر سکتا۔ تو محلہ کے پریذیڈنٹ وغیرہ کے پاس پہنچے اور اگر دیکھے کہ وہ بھی توجہ نہیں کرتے تو پھر جو ان پر عہدیدار مقرر ہیں انہیں توجہ دلائے۔ مثلاً لڑائی جھگڑوں کے معاملات نظارت امور عامہ میں پیش کرنے چاہئیں اور اصلاح یا محبت باہمی وغیرہ کے لئے اصلاح و ارشاد کے محکمہ میں جانا چاہیئے لیکن ان کے علاوہ اور کسی کے پاس دوسرے کا عیب بیان نہیں کرنا چاہیئے۔ جو اگر کوئی کرے گا تو وہ فتنہ کا مرتکب سمجھا جائے گا

یہ طریق ہے جو اصلاح کا ہے اگر آپ لوگ اس کو چلانے میں مدد دیں گے تو دیکھیں گے کہ لڑائیاں جھگڑے اور فتنے کس طرح دور ہو جاتے ہیں۔ ہر چیز ہمیشہ اپنے ماحول میں پنپتی ہے۔ ایک باغی تبھی پنپ سکتا ہے جب وہ اپنے ارد گرد بغاوت کی باتیں سنتا ہے۔ اگر بغاوت کی باتوں پر سرزنش کی جائے تو باغی پیدا ہونے بھی بند ہو جائیں گے اسی طرح لڑائی جھگڑے بھی تبھی پیدا ہوتے ہیں جب انسان لڑائی جھگڑوں کی باتیں سنتا ہے۔ اگر باتیں ہونی بند ہو جائیں تو لڑائی جھگڑے بھی نہیں ہوں گے اور اسی دنیا میں آپ لوگوں کو جنت مل جائے گی قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو جنتوں کا وعدہ کیا ہوا ہے جسے اس جہان میں جنت ملی اسی کو اگلے جہان میں جنت ملے گی مگر آپ لوگ روزانہ اس دنیا میں جہنم دیکھتے ہیں اور پھر جنت کی امید رکھتے ہیں جنت کی تعریف خدا تعالیٰ نے یہ کی ہے کہ وہاں دل میں کسی کے متعلق کوئی بغض اور کینہ نہیں ہوگا پس ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اپنے دلوں کو دوسروں کے بغض اور کینہ سے پاک کر دیں تاکہ

اس دُنیا میں ہمیں جنت حاصل ہو

میں بعض دفعہ کسی کی اصلاح کی غرض سے کوئی قدم اُٹھاتا ہوں تو ساتھ ہی میرا دل بھی گھٹ رہا ہوتا ہے اور میں اس کے لئے بیہودہ دعا کرنی شروع کر دیتا ہوں کہ اپنی اس قدم سے یہ کسی ابتلاء میں نہ پڑ جائے۔ کیونکہ میں نے یہ قدم محض اس کی اصلاح کی خاطر اُٹھایا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ آج تک کسی ایک شخص کا بھی میرے دل میں بغض پیدا نہیں ہوا ہاں ان افعال سے بغض ضرور ہوتا ہے جو سلسلہ احمدیہ اور دین اسلام کے خلاف کئے جاتے ہیں لیکن افعال سے تعلق بغض نہیں کہلاتا بلکہ وہ اصلاح کا ایک ذریعہ ہوتا ہے ہم چوری کو بیشک بُرا کہتے ہیں لیکن چور سے ہمیں کوئی بغض نہیں ہوتا وہ اگر چوری چھوڑ دے تو ہم بہر وقت اس سے صلح کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ پس

اصلاح محبت کے جذبات کے ماتحت کرنی چاہیئے۔

لیکن میں نے دیکھا ہے۔ بعض لوگ محض دوسرے کو نقصان پہنچانے کی خواہش میں دوسرے کی شکایت کر دیتے ہیں ان کے مدنظر یہ نہیں ہوتا کہ اس کی اصلاح ہو جائے بلکہ یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح اُسے نقصان پہنچے۔ ایسے لوگ جب میرے پاس کسی کے متعلق شکایت کرتے ہیں اور میں محبت اور پیار سے اُسے سمجھاتا ہوں اور وہ سمجھ جاتا ہے تو شکایت کرنے والے کہنے لگ جاتے ہیں عجب اصلاح ہے ہم نے فلاں کی شکایت خلیفۃ المسیح کو پہنچائی مگر انہوں نے کچھ نہ کیا۔ گویا ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس کی شکایت کی جائے اس کے خلاف ضرور کوئی قدم اُٹھایا جائے حالانکہ اصلاح کا آخری طریق ہے پہلے ہمیں محبت اور پیار سے دوسروں کو سمجھانا چاہیئے۔ اور اگر وہ سمجھ جائیں تو ہمیں خوش ہونا چاہیئے کہ ہمارے ایک بھائی کی اصلاح ہو گئی۔

(الفضل ۲۵؍...)

ایک بہت ہی ضروری استدعا

احباب کرام کی خدمت میں

حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری شائع کرنے کے بعد اب آپؓ کے اخلاق و عادات کے متعلق ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں۔ قادیان کے جن درویشوں اور ہندوستان کی جماعتوں کے جن دوستوں کو حضرت میاں صاحبؓ کے اخلاق و عادات کا کوئی واقعہ معلوم ہو۔ وہ براہ کرم لکھ کر مجھے بھیجدیں تاکہ کتاب میں درج ہو سکے۔ نہ صرف خود حالات بھیجیں بلکہ اپنے احباب کو بھی تحریک فرمائیں کہ جس کو جو واقعہ معلوم ہو مجھے لکھ کر بھیجدے۔ میں جملہ احباب کی عنایات کا نہایت ممنون ہوں گا۔

راقم۔ شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی۔ رام گلی نمبر ۳۔ مکان نمبر ۱۸ لاہور

صوبہ اڑیسہ کا تبلیغی و تربیتی دورہ

(۲)

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج صوبہ اڑیسہ و بنگال

روانگی برائے پینگال ۴ نومبر بروز بدھ خاکسار کرڈاپلی سے پینگال کے لئے روانہ ہوا۔ میرے ہمراہ مکرم مولوی محسن خان صاحب مبلغ کرڈاپلی تھے۔ پینگال کرڈاپلی سے قریباً ۲ میل پر واقع ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے سارے کا سارا گاؤں احمدی ہے جس کی آبادی قریباً چار صد افراد پر مشتمل ہے۔ ... شام کے بعد تھی کے اندر ایک تربیتی جلسہ کا انتظام کیا گیا جس میں اڑیہ زبان میں مکرم مولوی محسن خان صاحب نے اور اردو میں خاکسار نے فضائل اسلام پر قریباً ایک گھنٹہ تقریر کی۔ ایک مقامی نوجوان دوست قمر علی صاحب کے ہاں بچہ پیدا ہوا تھا جس کا نام ذو الغفار علی رکھا گیا۔ اس خوشی میں قمر علی صاحب نے حاضرین مجلس کی مٹھائی سے تواضع کی۔ دوران قیام پینگال میں مکرم فرقان علی صاحب دفتر صدر جماعت اور ان کے برادر خورد جناب مظفر علی صاحب دلبہر نے ہمارے آرام و آسائش کا خیال رکھا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

کوٹ پلہ میں تربیتی جلسہ مورخہ ۵ نومبر کو خاکسار اور مولوی محسن خان صاحب کوٹ پلہ کے لئے جو پینگال سے قریباً چھ میل کے فاصلہ پر ہے روانہ ہوئے۔ چونکہ کوٹ پلہ بس اسٹینڈ سے قریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے شیخ عبد القادر صاحب ہم کو لینے کے لئے بس اسٹینڈ پر موجود تھے ان کے ہمراہ ہم بستی میں آئے۔ یہ بستی قریباً نوے افراد پر مشتمل ہے جن میں سے قریباً اسی افراد احمدی ہیں۔ ماحول کو دیکھ یہ چھوٹی سی احمدیہ بستی بہت ہی اچھا تدریجی منظر پیش کرتی ہے اس میں ایک احمدیہ مسجد ہے جس کے بازو میں معلم کے ٹھہرنے کے لئے ایک پختہ کوارٹر تعمیر ہے خدا کرے اس کا جلد تکمیل ہو جائے۔ آمین

اس بستی کے افراد پارٹیشن کے بعد احمدی ہوئے ہیں۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر طرح کی دینی اور دنیوی برکات سے نوازا ہے اور وہ خود اس امر کا اقرار کرتے کہ احمدی بننے کے بعد ہی ان کے اندر صحیح اسلامی جذبہ اور سپرٹ پیدا ہوئی ہے ورنہ وہ صرف رسمی اور نام کے مسلمان تھے۔ ان... عمری بھائیوں کے وجود اس علاقہ میں صداقت احمدیت کے لئے ایک روشن دلیل ہے۔ خدا کرے کہ ان کے ذریعہ سے بہتوں کو ہدایت نصیب ہو۔ آمین۔

نماز عشاء کے بعد اس بستی میں بھی ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مولوی محسن خان صاحب نے اڑیہ زبان میں اور خاکسار نے اردو میں "صداقت احمدیت" اور دیگر تربیتی امور پر تقریر کی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ کرڈاپلی پینگال اور کوٹ پلہ ان تینوں گاؤں میں احمدیہ مساجد ہیں۔ احمدی بچوں کی دینی تعلیم کے لئے کرڈاپلی میں مکرم مولوی سید صمصام الدین صاحب اور پینگال میں عزیزم شمس الحق صاحب بطور معلم کام کرتے ہیں۔

واپسی کرڈاپلی اور دوسرا تربیتی اجلاس جمعہ کی صبح کو ہم کوٹ پلہ سے بذریعہ بس کرڈاپلی واپس آ گئے۔ نماز جمعہ یہاں ہی ادا کی۔ خطبہ جمعہ میں خاکسار نے احباب جماعت کو اتفاق و اتحاد اور صبر و تحمل کی طرف توجہ دلائی۔ بعد نماز عشاء اس بستی میں دوسرا تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ چونکہ اس دن ایک احمدی دوست کی بیوی فوت ہو گئی تھیں۔ اس لئے اپنی تقریر میں میں نے صبر و رضا کی طرف دوستوں کو توجہ دلائی۔ نیز قرآن مجید کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو بھی پیش کیا۔ دوران قیام کرڈاپلی مکرم قمر علی صاحب صدر جماعت جناب صدیق صاحب سیکرٹری مال اور شیخ نعیم صاحب نے ہمارے آرام اور خاطر و تواضع کا خوب خیال رکھا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

کٹک میں ایک تبلیغی اجلاس حسب پروگرام خاکسار ۸ نومبر کی صبح کو کرڈاپلی سے بذریعہ بس کٹک کے لئے روانہ ہوا۔ اور گیارہ بجے کٹک پہنچ گیا۔ بس اسٹینڈ پر عزیزم الطاف احمد صاحب ایم۔ اے استقبال کے لئے موجود تھے۔ جناب سید عبد القادر صاحب کے مکان پر قیام کا انتظام ہوا۔ احباب جماعت کے باہمی مشورہ سے مقامی حالات اور طلباء کے ایجی ٹیشن کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا گیا کہ مکرم سید عبد القادر صاحب کے مکان پر ہی بعد نماز عشاء ایک تبلیغی اور تربیتی اجلاس منعقد ہو۔ چنانچہ اس اجلاس میں احمدی احباب اور مستورات کے علاوہ چند غیر احمدی پروفیسر اور طلباء بھی شریک جلسہ ہوئے۔ اس اجلاس میں خاکسار نے قریباً ڈیڑھ گھنٹہ "اسلام اور امن عالم" پر تقریر کی جس میں فضائل اسلام اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے احباب جماعت کو قربانی اور تبلیغ کی طرف توجہ دلائی۔ احباب جماعت سے معلوم ہوا کہ وہ غیر احمدی دوست جو اس اجلاس میں شریک تھے احمدیت کے بارہ میں نہایت ہی اچھا اثر لے کر گئے ہیں۔

کٹک کی جماعت کے ایک پرانے احمدی مکرم مولوی عبد الستار صاحب ایم۔ اے ہیں۔ جن کی عمر اس وقت ۹۰ سال ہے۔ بوجہ پیرانہ سالی وہ کافی کمزور ہو چکے ہیں۔ چونکہ ان کا شریک اجلاس ہونا مشکل تھا۔ اس لئے ان کے مکان پر ان کی ملاقات اور مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوا۔ دوران قیام کٹک میں مکرم سید عبد القادر صاحب۔ جناب غلام الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر اور جناب شیخ علی صاحب سب ڈپٹی کلکٹر صاحب نے ہماری خاطر تواضع فرمائی۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ان کو دینی اور دنیاوی ترقیات سے نوازے۔ آمین۔

روانگی برائے سونگھڑہ حسب پروگرام خاکسار ۹ نومبر کی صبح کو بذریعہ بس کٹک سے سونگھڑہ کے لئے روانہ ہوا۔ مکرم سید عبد القادر صاحب بس اسٹینڈ پر الوداع کہنے کے لئے آئے۔ آٹھ بجے صالح پور پہنچ گیا۔ وہاں پر مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب مبلغ سونگھڑہ موجود تھے۔ ان کے ہمراہ بذریعہ رکشا نو بجے مقام "دیوان ساہی" (علاقہ سونگھڑہ) پہنچے گئے۔ سڑک پر احباب جماعت نے استقبال کیا۔ اور ہم سب مل کر مسجد احمدیہ میں آ گئے۔

تبادلۂ خیالات قریباً ۴ بجے شام مسجد احمدیہ میں چند غیر احمدی دوست مولوی عبد الحفیظ صاحب دیوبندی۔ مولوی سراج السالکین صاحب وغیرہم آ گئے اور ان سے قریباً ایک گھنٹہ مسئلہ وفات مسیح ناصری علیہ السلام اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر تبادلۂ خیالات ہوا۔

تربیتی اجلاس حسب پروگرام بعد نماز مغرب و عشاء مسجد احمدیہ میں ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مکرم مولوی سید محمد محسن صاحب نے علامات ظہور مہدی اور مسیح پر قریباً نصف گھنٹہ تقریر فرمائی۔ بعد ازاں خاکسار نے تقریر شروع کی۔ اور اپنی تقریر میں نظام حکومت۔ مذہبی آزادی۔ مراعات حکومت کا ذکر کرتے ہوئے احباب جماعت کو توجہ دلائی کہ وہ امن و سکون سے تبلیغ کی طرف توجہ دیں۔ نیز اپنی تقریر میں وفات مسیح ناصری علیہ السلام اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از روئے قرآن مجید اور احادیث نبویہ پیش کیا۔ اور سلسلۂ تقریر دو گھنٹہ تک جاری رہا۔ اس اجلاس میں چند غیر احمدی دوست بھی شریک ہوئے۔ مستورات کے لئے بھی پردہ کا انتظام تھا۔ مقامی جماعت کے دوستوں کے علاوہ محی الدین پور۔ کسمبی۔ رسول پور۔ گوپال پور اور رام گاپور کے احباب بھی شریک ہوئے۔ رات کے ۱۰ بجے یہ اجلاس بخیر و خوبی دعا پر انجام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

بدر

کا مورخہ ۱۰ دسمبر سے اگلا پرچہ انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ نمبر ہوگا۔ اس کی کتابت ابھی سے شروع ہو چکی ہے لہذا مضمون نگار حضرات اپنا مضمون مورخہ ۱۰ دسمبر سے پہلے ہی تیار کر کے بھجوا دیں تاکہ آپ کے مضمون کو اس میں مناسب جگہ مل سکے۔

(ایڈیٹر)

اضافہ مال کا گُر

از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے جو شخص خدا کیلئے بعض حصہ مال چھوڑتا ہے وہ ضرور اُسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہ لائے جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا"

ناظر بیت المال قادیان

صُوبہ بہار کی بعض جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

(از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل انچارج مبلغ علاقہ بہار)

(۱)

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان دارالامان کے ارشاد کے تحت خاکسار نے ۷ر اکتوبر کو صوبہ بہار کی بعض جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ شروع کیا۔ ۷ر اکتوبر کو مظفرپور سے روانہ ہوکر پٹنہ پہنچا۔ چند گھنٹے مکرم سید فضل احمد صاحب سپیشل ایس۔ پی پٹنہ کی کوٹھی پر قیام رہا۔ ۱۸ر

رانچی اکتوبر کو رانچی پہنچ گیا۔ انفرادی طور پر بعض تربیتی و تبلیغی امور انجام دیئے۔ مکرم خان بہادر الحاج سید محی الدین صاحب احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی صدر جماعت کے دولتکدہ پر قیام رہا۔ ۱۹ر اکتوبر کو مکرم حکیم محمد یوسف صاحب فاضل کے مطب میں متعدد غیر احمدی دوستوں سے ملاقات ہوئی اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔ حکیم صاحب موصوف تحریری طور پر وفات مسیح کا اعتراف کرچکے ہیں۔ اور سلسلہ سے محبت رکھتے ہیں لیکن ابھی تک آگے قدم بڑھانے کی جرأت نہیں کررہے۔ احباب کرام ان کی ہدایت کے لئے دعا فرمادیں۔

ایک آریہ پنڈت سے تبادلہ خیالات حکیم صاحب کے مطب میں آریہ دھرم کے ایک پنڈت جی بھی تشریف فرما تھے۔ جو غالباً حکیم صاحب کو تبلیغ کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ محترم حکیم صاحب نے خاکسار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہم لوگوں کو تو آپ تبلیغ کرتے رہتے ہیں ان پنڈت جی کے کچھ سوالات ہیں۔ ان کے سوالات کو بھی حل کیا جائے۔

مسئلہ تناسخ پنڈت جی گویا ہوئے:۔ "دنیا میں کوئی لنگڑا ہے کوئی اندھا ہے۔ کوئی کوڑھی ہے۔ کوئی امیر ہے کوئی غریب۔ اس سے تو پرمیشر ظالم ٹھہرتا ہے آپ بتائیں کہ ایسا کیوں ہے"۔ خاکسار اس سوال کو سُن کر بھانپ گیا کہ پنڈت جی ہمارا تناسخ کے ثبوت کے لئے یہ عمارت تعمیر کر رہے ہیں۔ جواباً عرض کیا گیا کہ آریہ دھرم کے عقیدہ کے مطابق تو بلاشبہ یہ بہت بڑا ظلم ہے کیونکہ آریہ دھرم کا عقیدہ ہے کہ جس طرح پرمیشر ہمیشہ ہمیش سے ہے اسی طرح روح اور مادہ بھی ہمیشہ سے ہیں اور پرمیشر نے روح اور مادہ کو پیدا نہیں کیا۔ اس لئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی کو اندھا اور کوڑھی پیدا کرنا تو درکنار پرمیشر کا روح اور مادہ پر قبضہ کرنا ہی ناجائز ہے۔ اور اس صورت میں پرمیشر کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ روح اور مادہ پر قبضہ کرکے جوڑ توڑ کرنا شروع کردے۔ کیونکہ کسی چیز پر قبضہ کرنے کی کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے۔ مثلاً ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کے ملک پر چڑھائی کرکے اس پر قبضہ کرلیتا ہے۔ یا چوری یا بددیانتی سے یا دھوکہ بازی سے کسی کا مال جھپٹ کر قبضہ کرلیتا ہے۔ ان وجوہات میں سے کوئی وجہ آپ کو بتانی ہوگی کہ پرمیشر نے کس بنا پر روح اور مادہ پر قبضہ کر رکھا ہے اور قبضہ جما کر کسی کو اندھا اور کسی کو کوڑھی بنا رہا ہے۔ پنڈت جی نے بہت سوچ و بچار کے بعد اعتراف کرلیا کہ واقعی میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ لیکن ساتھ ہی سوال کیا کہ اسلام جس خدا کو پیش کرتا ہے۔ فرمایئے اس خدا نے کس استحقاق پر روح اور مادہ پر قبضہ کر رکھا ہے۔

خاکسار نے جواباً عرض کیا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خالق کل شیء فقدرہ تقدیرًا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ اور نیست سے ہست کیا ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ ہر چیز کی اس نے حد بندی کر رکھی ہے۔ دُنیا کی تمام طاقتیں مل کر بھی اس حد بندی کو توڑنے کی کوشش کریں تو وہ توڑ نہیں سکتیں مثلاً ہاتھی کی ایک جسامت ہے۔ اگر دنیا کے تمام سائنسدان اور ڈاکٹر مل کر کوشش کریں کہ ہاتھی کی جسامت کو تحلیل کرکے ایک مکھی کی جسامت پر لے آئیں۔ تو وہ اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارضی اور فلکی چیزوں کی اس طور سے حد بندی فرمادی ہے کہ دنیا کی تمام طاقتیں مل کر بھی اس حدبندی کو توڑ نہیں سکتیں اور یہ امر ایک محدِّد (حدبندی کرنے والے) پر دلالت کرتا ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور خالق ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے اور مالک کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مملوک سے جیسا مناسب سمجھے برتاؤ کرے۔ ایک انسان جب کوئی زمین خرید کر اس کا جائز مالک ہوجاتا ہے تو اگرچہ اس کی مالکیت اللہ تعالیٰ کے مقابل پر ناقص ملکیت ہوتی ہے پھر بھی وہ جہاں چاہتا ہے باورچی خانہ بناتا ہے ڈرائنگ روم بناتا ہے اور جہاں چاہتا ہے پاخانہ بناتا ہے۔ اس وجہ سے اس کی طرف ظلم منسوب نہیں کیا جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو خالق الکل ہونے کی وجہ سے مالک حقیقی ہے اس کے اپنی مخلوق میں تصرف کرنے کی وجہ سے اسے ظالم قرار نہیں دیا جاسکتا۔

پنڈت جی کا عجز پنڈت جی نے کہا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میرے پاس اس بات کا جواب نہیں ہے کہ پرمیشر روح اور مادہ پر کس وجہ سے قابض ہوگیا اور اسلامی اصول کے مطابق اللہ تعالیٰ کا خالق ہونا اس کی مالکیت کی زبردست دلیل ہے۔ لیکن

ایک سوال

میرے دل میں بار بار پھر بھی کھٹکتا ہے کہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش میں کن فیکون کہا تو جبکہ اس وقت نہ روح تھی اور نہ مادہ تھا تو کس چیز کو کہا کہ "ہوجا" اور پھر وہ ہوگئی۔ آخر خدا تعالیٰ نے یہ حکم کس چیز کو دیا تھا؟ خاکسار نے جواب دیا کہ جس نقشہ کو اللہ تعالیٰ نے بنایا اسی کو حکم دیا کہ اس نقشہ کے مطابق چیز قوت سے حیز فعل میں آجائے۔ اور اسی نقشہ کو خدا نے حکم دیا۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ بغیر مادی آنکھوں کے دیکھتا ہے اور بغیر مادی کانوں کے سُنتا ہے۔ اور بغیر مادی اوزاروں کے چیزیں بناتا ہے۔ اسی طرح وہ روح اور مادہ کی عدم موجودگی میں "کن" کہہ کر چیز کو پیدا بھی کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو بنانا انسان کی طرح نہیں ہے انسان مادی ذرائع اور سازو سامان کا محتاج ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ ان چیزوں کا محتاج نہیں ہے جس سے آریہ دھرم بھی انکار نہیں کرسکتا۔ پس جس طرح خدا تعالیٰ کسی چیز کے بنانے میں مادی ذرائع اور وسائل کا محتاج نہیں ہے۔ اسی طرح روح اور مادہ کا بھی محتاج نہیں ہے۔

پنڈت جی نے گفتگو کا رُخ موڑ کر کہا کہ دنیا اس وقت تباہ ہو رہی ہے۔ مورتی پوجا بڑی کثرت سے پھیل رہی ہے سوامی پنڈت سوامی دیانند کی پوتر تعلیم پر غور کرکے عمل کیا جاتا تو بہت فائدہ ہوتا۔ خاکسار نے جواباً عرض کیا کہ بلاشبہ پنڈت سوامی دیانند نے مورتی پوجا کا کھنڈن کیا اور ایک خدا کی پرستش کی تحریک کی اور چھوت چھات کی مذمت کرکے مساوات کی تلقین کی اور قوم جو بیوہ کے ہوسکتی ہو جانے کا اعتقاد رکھتی تھی اسے بیوہ کی شادی کرنے کا سبق پڑھایا اور جو قوم عورت کے تعلیم حاصل کرنے کو ناقابل معافی گناہ یقین کرتی تھی اسے عورتوں کی تعلیم و تعلم کی ترغیب دلائی اور یہ بہت اچھے کام کئے۔ لیکن یہ تمام باتیں سوامی دیانند جی نے کہاں سے لیں؟ آپ جانتے ہیں کہ اسلام کے پیرو چودہ سو سال سے اعتقادی اور عملی طور پر اس قوم کے سامنے اپنا عملی نمونہ پیش کرتے رہے۔ لہٰذا ہمیں خوشی ہے کہ سوامی جی نے عملی طور پر اسلام کے بعض اصولوں کو اپنا لیا۔ علاوہ ازیں ہندو قوم میں سے ہی ایک دوسرے جوانمرد پیدا ہوئے تھے جن کا نام نامی اور اسم گرامی حضرت گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ ہے انہوں نے بھی سوامی دیانند کی طرح اسلام کے پاکیزہ اصولوں کو اپنایا مگر اسلام پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ آخری دم تک بڑی تعریف ہی کرتے رہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآن کریم اور بزرگان اسلام کا نام نہایت ہی عزت و تکریم سے لیتے رہے۔ پنڈت جی اور حاضرین پر اس گفتگو کا بہت اچھا اثر پڑا۔

سملیہ چار بجے شام خاکسار اور مکرم مولوی بدرالدین صاحب معلم وقف جدید سملیہ پہنچ گئے۔ انفرادی تبلیغی و تربیتی امور انجام دینے کے علاوہ رات کو ایک تربیتی اجلاس بھی منعقد ہوا جس میں بعض بچوں نے تلاوت قرآن کریم اور نظمیں خوش الحانی سے سُنائیں اور ایک بچے نے وفات مسیح پر تقریر کی۔ دوسرے نے صداقت مسیح موعود کے موضوع پر۔ بعدہٗ خاکسار نے ایک تربیتی تقریر کی جس میں احباب جماعت کی اہم ذمہ واریاں بیان کی گئیں۔ دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔ غیر احمدیوں کی مسجد میں کلکتہ سے تبلیغی جماعت کے دس بارہ آدمی رات بھر ٹھہرے رہے صبح ہم لوگ اُن کے پاس بھی پہنچے اور صداقت احمدیت کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ تک ان لوگوں کو سمجھایا گیا۔ نہایت دلچسپی سے وہ لوگ سُنتے رہے۔ ان کے امیر صاحب نے بتایا کہ ہم لوگوں کے پاس پہلے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچ چکا ہے اور ہم لوگ اس جماعت کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور غور کر رہے ہیں۔ بڑی عقیدت کے ساتھ ان لوگوں نے ہمیں رخصت کیا۔ جماعت اسلامی کے معلم صاحب بھی بعض بچوں کو مطب میں تعلیم دے رہے تھے ان سے ملاقات ہوئی۔ چند سوالات انہوں نے پیش کئے جن کے جوابات دیئے گئے اور تبلیغ کی گئی۔ اگرچہ وہ مشہور تھے کہ سخت مخالف بتائے جاتے تھے اور مخالفت

کی بنا پر بڑی جماعت اسلامی کی طرف سے گلے ہی بلوائے گئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ اس گفتگو سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ آئندہ جب آپ دورہ پر آئیں گے تو ہم اپنی بستی میں جو یہاں سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے آپ کی تقریر کا انتظام کریں گے۔ تاکہ حقیقت و صداقت واضح ہو سکے۔

کملیہ میں مکرم مولوی سید بدر الدین صاحب محنت سے کام کر رہے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ کملیہ کے ایک احمدی دوست نے مدرسہ احمدیہ اور مسجد احمدیہ کے لئے ایک قطعہ زمین صدر انجمن احمدیہ کے نام وقف کر دی ہے۔ مدرسہ کے لئے مکان بھی اسی میں موجود ہے اور یہیں نمازیں بھی ادا کی جاتی ہیں۔ احباب کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو مسجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ اور اس علاقہ میں مضبوط جماعتیں قائم ہو جائیں۔ آمین۔ رانچی میں شدید بارش کی وجہ سے جلسہ نہ ہو سکا۔

جمشید پور ۲۴ر اکتوبر کو خاکسار جمشید پور پہنچ گیا۔ مکرم مولوی محمد سلیمان صاحب پراونشل امیر کے دولتکدہ پر قیام رہا۔ ۲۴ر کو مکرم سید ظہیر الحق صاحب کے مکان پر نماز جمعہ ادا کی گئی۔ خاکسار نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ ایک دعا پر خطبہ پڑھا۔

۲۵ر اکتوبر کو بعد نماز مغرب مسلم کلب ہال میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم سید عبدالحی صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بتائی۔ بعدہٗ خاکسار نے ڈیڑھ گھنٹہ تک سیرت النبیؐ اور اتحاد بین المسلمین کے موضوع پر تقریر کی جو بہت پسند کی گئی۔ غیر احمدی دوست کثیر تعداد میں شریک جلسہ ہوئے۔ ایک معزز غیر احمدی دوست نے کھڑے ہو کر جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ جماعت نے اس شکل میں مسلمانوں کو صحیح راستہ پر چلانے کے لئے یہ جلسہ کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ یہ ایسی تقریر ہے کہ آج جمشید پور کی ہر مسجد اور محلہ میں ایسی تقاریر ہونا ضروری ہیں۔ صدارتی تقریر اور دعا کے بعد اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

اوڑیسہ ۲۷ر اکتوبر کو اوڑیسہ پہنچا اوڑیسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی حضرت سید وزارت حسین صاحب موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرماوے۔ آمین۔ مکرم سید شمس الدین احمد صاحب آپ کے بھتیجا ہیں۔ پہلا تبلیغی اجلاس آپ ہی کے دولتکدہ پر حضرت سید صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ احمدی احباب و مستورات نے شرکت فرمائی۔ خاکسار نے ایک تبلیغی تقریر کی۔ بعدہٗ مکرم حضرت سید صاحب موصوف نے بھی صدارتی تقریر میں بعض اہم باتوں کی طرف توجہ دلائی۔ دعا پر اجلاس برخاست ہوا۔ مکرم سید شمس الدین احمد صاحب کو گرنے سے پاؤں کی ہڈی میں چوٹ آگئی ہے۔ احباب کرام سید صاحب موصوف کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرما کر ممنون فرماویں۔

۲۸ر اکتوبر کو ایک تبلیغی اجلاس منعقد ہوا۔ یہ اجلاس پیشوایان مذاہب کے پاکیزہ سوانح اور تعلیم کے موضوع پر منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد خاکسار نے ڈیڑھ گھنٹہ تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت کرشن و حضرت رام چندر و حضرت گوتم بدھ و حضرت مسیح موعود علیہم السلام کی سیرت و سوانح پر تقریر کی۔ بعدہٗ ایک پنڈت جی نے بھی تقریر کی۔ وہ تقریر سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اسٹیج پر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ اجلاس میں غیر احمدی اور ہندو دوست کثیر تعداد میں شریک ہوتے۔

اس اجلاس کی صدارت کے فرائض بھی حضرت سید صاحب نے انجام دیئے۔ بعد دعا اجلاس برخاست ہوا۔

خانپور ملکی ۲۹ر اکتوبر کو خاکسار خانپور ملکی پہنچ گیا۔ [illegible] جماعت کے پریذیڈنٹ سلسلہ کے فدائی مکرم سید عاشق حسین صاحب ہیں۔ جو قادیان دارالامان اور درویشان کرام سے ایک خاص قلبی لگاؤ رکھتے ہیں۔ آپ کے دولتکدہ پر قیام رہا۔ ۳۰ر کو مسجد احمدیہ میں ایک تبلیغی خطبہ خاکسار نے پڑھا۔ اور یکم نومبر کو خاکسار بھاگلپور پہنچ گیا۔

بھاگلپور اور برہ پورہ یکم نومبر سے ۵ر نومبر تک کا پروگرام بھاگلپور اور برہ پورہ میں قیام کے لئے تھا۔ جس کی اطلاع خاکسار نے بذریعہ ڈاک ان جماعتوں کو دے چکا تھا۔ لیکن بھاگلپور پہنچ کر معلوم ہوا کہ مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب پریذیڈنٹ جماعت اسی روز چند گھنٹے قبل ہزاری باغ میں شکار کھیلنے کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ اور ڈاکٹر صاحب موصوف کے بعض دیگر متعلقین ۵ر کو واپس تشریف لائے اس لئے بھاگلپور میں کوئی تبلیغی جلسہ نہ ہو سکا۔ ایک تبلیغی اجلاس مسجد احمدیہ بھاگلپور میں منعقد کیا گیا۔ اس کی بھی چند احمدیوں کو اطلاع ہو سکی۔

۲ر نومبر کو بعد نماز مغرب برہ پورہ میں ایک اجلاس زیر صدارت مکرم محمد ابراہیم صاحب مختار صدر جماعت احمدیہ برہ پورہ منعقد ہوا۔ لاؤڈ سپیکر کا اچھا انتظام تھا۔ یہ بستی مسلمانوں کی ہے۔ بستی کے وسط میں مکرم ابو طاہر صاحب وکیل کے مکان پر یہ اجلاس منعقد ہوا۔ سوا گھنٹہ تک "صداقت اسلام" کے موضوع پر خاکسار نے تقریر کی۔ بعد دعا اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ غیر احمدی احباب نے بھی شرکت کی تقریر کو پسند کیا۔ عزیزان ابو طاہر صاحب وکیل سید بدر الدین صاحب بی۔ ایس۔ سی اور سید فیروز الدین صاحب بی۔ ایس۔ سی و دیگر احباب جماعت نے بہت تعاون کیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

خانپور ملکی ۶ر کو خاکسار واپس خانپور ملکی پہنچ گیا۔ مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب کی بھاگلپور میں تقریب رخصتانہ کے لئے ۸ر نومبر کی تاریخ مقرر تھی۔ مکرم سید عاشق حسین صاحب نے باصرار ایک رات خانپور ملکی میں قیام کرنے کی پیشکش کی تھی چنانچہ ۷ر کو صبح ۷ بجے کی ٹرین سے مکرم مولوی صاحب موصوف مکرم صلاح الدین صاحب ایم۔ اے مؤلف کتاب اصحاب احمد کی معیت میں تشریف لائے۔ دو بجے بھی آپ کے ساتھ شامل تھے۔ سلطان گنج ریلوے اسٹیشن پر خاکسار، مکرم سید مجید عالم صاحب ایم۔ اے اور مکرم اختر احمد صاحب استقبال کے لئے موجود تھے۔ خانپور ملکی پہنچ کر مکرم سید عاشق حسین صاحب نے اپنے قلبی لگاؤ کے مطابق شام سے رات تک تمام دن درویشان کرام کی پر تکلف دعوتیں کیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

غازی پور رات کو غازی پور لائبریری کے برآمدہ میں ایک تبلیغی اجلاس منعقد کیا گیا۔ یہ علاقہ خالص غیر احمدیوں کا ہے۔ لائبریری کے سامنے دریاں بچھا دی گئیں۔ خانپور ملکی کے خدام نے نظمیں پڑھیں اور نہایت جوش و خروش سے جلسہ کے جملہ انتظامات مکمل کئے۔ لاؤڈ سپیکر کا بھی اچھا انتظام تھا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

جلسہ کی کارروائی مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے درویش قادیان کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم شیخ محمود احمد صاحب نے صداقت مسیح موعودؑ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ بعدہٗ خاکسار نے ڈیڑھ گھنٹہ تک صداقت احمدیت کے موضوع پر کی۔ ٹھنڈک کی وجہ سے غیر احمدی دوست زیادہ تعداد میں جلسہ گاہ میں نہ بیٹھ سکے۔ تاہم ارد گرد سائے میں بیٹھ کر سنتے رہے۔ صدارتی تقریر اور دعا کے بعد اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

بھاگلپور ۸ر نومبر کو مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب معاون ناظر دعوت و تبلیغ کی برات میں شامل ہو کر ہم لوگ بھاگلپور پہنچ گئے۔ مکرم شاہ محمد عالم صاحب رئیس اعظم بھاگلپور، گدی نشین خلیفہ باغ کے دولتکدہ پر برات کا قیام رہا۔ محترم شاہ سلیمان صاحب موصوف کا اور آپ کے خاندان کے افراد نے اپنے حسن انتظام اور حسن اخلاق سے براتیوں کو بہت آرام پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ محترم شاہ صاحب موصوف کو اس کا بہتر بدلہ عطا فرماوے۔ شاہ صاحب موصوف مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب کے نسبتی بھائی مکرم ڈاکٹر فخر الحسن صاحب انگلینڈ والوں کے اپنے خسر محترم ہیں۔ اور بھاگلپور کے گرد و نواح میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ مکرم ملک صلاح الدین صاحب اور مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب اور خاکسار سے علمی مذہبی گفتگو کا بھی موقعہ ملا۔ اور آپ نے قادیان کی موجودہ حالت کے متعلق بھی دریافت فرمایا۔ اور نہایت خوشگوار ماحول میں گفتگو جاری رہی۔

۹ر نومبر سے گیارہ نومبر تک خاکسار کو پھر خانپور ملکی اور بھاگلپور کے درمیان بعض تربیتی امور کی انجام دہی کے لئے چکر لگانا پڑا۔ ۱۳ر کو مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب اور ملک صاحب موصوف مع متعلقین تقریب رخصتانہ سے فارغ ہو کر عازم قادیان دارالامان ہوئے۔ دوران قیام خانپور ملکی و بھاگلپور مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے مؤلف اصحاب احمد کی نہایت ایمان افروز روایات بیان فرما کر سامعین کی روحوں کو گرماتے رہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

ایک حادثہ شاہ عباس احمد بی۔ ایس سی۔ ابن مکرم پروفیسر شاہ شکیل احمد صاحب آف گیا۔ اپنی خالہ محترمہ عزیزہ سعیدہ سلمہا کی شادی خانہ آبادی سے فارغ ہو کر واپس گیا جا رہے تھے کہ گیا کے قریب ریلوے اسٹیشن مان پور کے پاس اچانک ریل سے گر گئے شدید چوٹیں آئیں۔ آخر ایک بجے دن کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون یہ حادثہ ۱۲ر نومبر کی صبح کو واقع ہوا۔ محترم پروفیسر صاحب کے مرحوم بڑے صاحبزادے تھے۔ بڑا دلدوز حادثہ پیش آیا ہے۔

جانے والا بے حد پیارا تھا یہ اسے لوتوجان نذاکر مکرم پروفیسر شاہ شکیل احمد صاحب جماعت کے ایک مخلص فرد ہیں۔ آپ نے اور آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ نے صبر کا اچھا نمونہ دکھایا ہے۔ احباب کرام سے درد مندانہ دل کے ساتھ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے والدین اور لواحقین کے قلوب پر اپنی رحمت کا چھینٹا دے کر صبر و سکون عطا فرما دے اور آئندہ اس قسم کے ہموم و غموم سے محفوظ رکھے آمین۔

(باقی آئندہ)

اخلاقِ رسول اور موجودہ مسلمان

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

اس امر میں کسے شک ہے کہ سیدنا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی روحانی طاقت اور اخلاق عالیہ کی بدولت مکہ والوں کے دل جیت لئے اور وہ جو اخلاق سے عاری تھے انہیں اخلاق کا وہ عظیم الشان درس دیا کہ نہ صرف انہیں با اخلاق بلکہ با خدا قوم بنا دیا۔ آقائے نامدار کے یہ خادم اسلام کے سچے وارث تھے۔ جنہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کے بتائے ہوئے اخلاق کی بدولت دنیا میں ایک بلند مقام حاصل کیا۔ علامہ حالی کیا خوب فرماتے ہیں:-

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت
ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ جب کوئی حجت
نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی
سب اسلام کے حکم بردار بندے
سب اسلامیوں کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے
یتیموں کے رانڈوں کے غمخوار بندے
تھے وہ کفر و باطل سے بیزار سارے
حق میں لئے حق کے سرشار سارے

آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل مسلمانوں کو یہ وصیت بھی فرمائی تھی کہ اگر انہوں نے قرآن مجید، سنت نبوی اور اخلاق عالیہ کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو وہ کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔

مگر ہائے افسوس مسلمانوں نے حضور کی اس زریں وصیت پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آہستہ آہستہ مسلمانوں کا اقبال ادبار سے تبدیل ہونے لگا۔ ان کی خوبیاں مٹنے لگیں اور اب تو مسلمان اس حد تک تنزل میں گر پہنچ چکا ہے کہ وہ باہم گفت و شنید کے وقت بھی اس امر کا خیال نہیں کرتا کہ وہ اخلاق عالیہ سے کتنا دور ہو کر بات کرتا ہے۔

بچپن میں ہم نے ڈاکٹر سر سید احمد خاں صاحب کا ایک مضمون "تکرار و بحث" کے عنوان سے پڑھا تھا۔ اس مضمون میں آپ نے بتایا تھا کہ

"جب کتے آپس میں مل کر بیٹھتے ہیں تو پہلے تیوری چڑھا کر ایک دوسرے کو بری نگاہ سے آنکھیں بدل بدل کر دیکھنا شروع کرتے ہیں پھر تھوڑی تھوڑی گونجیلی آواز ان کے نتھنوں سے نکلنے لگتی ہے پھر تھوڑا سا جبڑا کھلتا ہے اور دانت دکھائی دینے لگتے ہیں اور حلق سے آواز نکلنی شروع ہوتی ہے پھر باچھیں چیر کر کانوں سے جا لگتی ہیں اور ناک سمٹ کر ماتھے پر چڑھ جاتی ہے۔ داڑھوں تک دانت باہر نکل آتے ہیں۔ منہ سے جھاگ نکل پڑتے ہیں اور ایک ساتھ اٹھ کر ایک دوسرے سے چمٹ جاتے ہیں۔ اس کا ہاتھ اس کے گلے میں اس کی ٹانگ اس کی کمر میں۔ اس کا کان اس کے منہ میں اس کا ٹینٹوا اس کے جبڑے میں۔ اس نے اس کو کاٹا اس نے اس کو پچھاڑ کر جھنجھوڑا۔ جو کمزور ہوا۔ دم دبا کر بھاگ نکلا نامہذب آدمیوں کی مجلس میں بھی اس طرح تکرار ہوتی ہے جیسے صاحب۔ سلامت کرتے آپس میں اسی طرح تکرار ہوتا ہے۔ پہلے صاحب سلامت کر کے آپس میں مل بیٹھتے ہیں پھر دھیمی دھیمی بات شروع ہوتی ہے۔ ایک کوئی بات کہتا ہے دوسرا بولتا ہے واہ یوں نہیں یوں ہے وہ کہتا ہے واہ تم کیا جانو دوسرا جواب دیتا ہے تم کیا جانو۔ دونوں کی نگاہ بدل جاتی ہے۔ تیوری چڑھ جاتی ہے رخ بدل جاتا ہے۔ آنکھیں ڈراؤنی ہو جاتی ہیں۔ باچھیں چر جاتی ہیں۔ دانت نکل آتے ہیں۔ تھوک اڑنے لگتا ہے ... سانس جلدی جلدی چلتی ہے۔ رگیں تن جاتی ہیں۔ آنکھ لب۔ ناک۔ ہاتھ عجیب عجیب حرکتیں کرنے لگتے ہیں۔ طرح طرح کی آوازیں نکلنے لگتی ہیں۔ آستین چڑھا۔ ہاتھ پھیلا اس کی گردن اس کے ہاتھ میں اس کی داڑھی اس کی مٹھی میں لپاڈگی ہونے لگتی ہے۔ کسی نے بیچ بچاؤ کر کے چھڑا دیا تو غراتے ہوئے ایک ادھر چلا گیا اور ایک ادھر۔"

ڈاکٹر صاحب موصوف نے جو حالات بیان کئے ہیں آجکل مسلمانوں کے باہمی اختلاف میں دیکھنے میں آتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا کلکتہ میں میں نے یہ حالات دیکھے اور ابھی حال میں ضلع فتح پور کے ایک گاؤں میں جہاں سیدنا رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر تقریر کرنے کا اتفاق ہوا ڈاکٹر صاحب کا بیان کردہ نظارہ وہاں دیکھا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت ناظر صاحب دعوت و تبلیغ نے بعض احباب کی خط و کتابت کے نتیجہ میں مجھے اس گاؤں میں جانے کا ارشاد فرمایا۔ خاکسار کانپور کے بعض احباب کے ہمراہ وہاں پہنچا۔ جن دوستوں نے ہمیں بلایا تھا ان کے ہاں ہمارا قیام تھا۔ گاؤں میں پارٹی بازی تھی ہم تو وارد تھے ہمیں کیا علم البتہ بعد میں یہ پتہ چلا کہ خوش قسمتی یا بدقسمتی سے ہمارا قیام جن کے ہاں تھا وہ پارٹی کمزور تھی اور ان کے مدمقابل فریق کے مقامی افسر سے اچھے مراسم تھے۔ اس پارٹی کے بھی بعض احباب جلسہ سیرت میں شریک ہوئے بلکہ منتظمین نے انہی میں سے ایک کو جن کے نام سے تو میں واقف نہیں البتہ وہ منسٹر کے لقب سے مشہور ہیں جلسہ کا صدر بھی نامزد کر دیا۔ ان کے چھوٹے بھائی ڈپٹی منسٹر کہلاتے ہیں۔ انہوں نے قرآن مجید کی تلاوت سے جلسے کا افتتاح کیا۔ بعد ازاں میری تقریر شروع ہوئی۔ جو دو گھنٹے تک جاری رہی۔ مگر دوران تقریر مجھے یہ احساس ہو چکا تھا کہ منسٹر اور ڈپٹی منسٹر ہر دو کا پارہ کبھی اوپر چڑھتا ہے کبھی نیچے گرتا ہے۔ کبھی تیوری چڑھتی ہے کبھی رخ بدلتا ہے۔ تقریر کے بالکل آخر میں میں نے مسئلہ معراج نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کو معمولی سا چھو دیا۔ ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ شروع سے ہی اختلافی چلا آ رہا ہے۔ اور اس کو جسمانی اور روحانی ماننے والے دونوں فریق امت مسلمہ میں موجود ہیں میں نے ابھی یہ الفاظ پورے بھی نہ کئے تھے کہ یہ معراج رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان روحانی کشف تھا کہ منسٹر صاحب جو صدر جلسہ تھے اپنے عہدہ صدارت کو بالکل بھول کر اچھل پڑے اور فرمانے لگے نہیں بالکل غلط ہے جسمانی تھا۔ اس کے ساتھ ہی ڈپٹی منسٹر صاحب بھی اسی ترتیب سے اچھل پڑے اور آوازے کسنے لگے اور بالکل وہ سماں بندھ گیا جو ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضمون میں کھینچا ہے۔ فرق صرف یہ رہا کہ یہ صاحبان پنڈال سے باہر نکل گئے اور ہمارے ساتھ گتھم گتھا ہونے کی بجائے دور جا کر مغلظات ارشاد فرمانے لگے۔ مجھے تعجب ہوا کہ صاحب صدر کو اتنی بھی برداشت نہ رہی کہ میں جلسے کا صدر ہوں ازحیثیت صدر تہذیب کے اندر رہتے ہوئے صدارتی تقریر میں جو بھی چاہوں ریمارکس دے سکتا ہوں بلکہ ساری تقریر پہ پانی پھیر سکتا ہوں۔ مگر انہوں نے دوسرا غیر مہذبانہ طریق اختیار کیا۔ اور رات کے بارہ بجے تک جو کچھ ان کے منہ میں آیا کہا۔ البتہ اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ ہمارے پنڈال یا ہماری جائے قیام پر آ کر کچھ کہتے۔ بالآخر صدر صاحب کی عدم موجودگی میں میں نے خود ہی دعا کرائی اور جلسہ برخواست کیا۔ اور مجھے منسٹر و ڈپٹی منسٹر کی ان حرکات پر افسوس تھا۔ اور علامہ حالی کے یہ شعر بار بار میری زبان پر آئے۔

ہماری ہر اک بات میں سفلہ پن ہے
کمینوں سے بدتر ہمارا چلن ہے
لگا نام آبا کو ہم سے گہن ہے
ہمارا قدم ننگ اہل وطن ہے

جب بات زیادہ بڑھی تو ہمارے میزبان نواز کے چچا جو کسی دوسرے گاؤں سے آئے ہوئے تھے بہت گھبرا اٹھے اور کہنے لگے آپ اسی وقت میرے گاؤں چلیں جو یہاں سے تین میل ہے اور وہاں سے صبح بس لے کر فتح پور جا سکتے ہیں۔ مگر ہم نے ان سے کہا آپ گھبرائیں نہیں ہم اس وقت کہیں نہیں جائیں گے ہم اپنے پروگرام کے مطابق فتح پور ہی جائیں گے۔ چنانچہ ہم پروگرام کے مطابق اگلے دن روانہ ہوئے۔ ہاں یاد آیا جلسہ میں بعض غیر مسلم حضرات بھی تھے جو وید کے منتر اور گیتا کے شلوکوں سے کافی متاثر ہو چکے تھے جلسہ ختم ہونے پر وہ کافی دیر بیٹھے رہے اور اس امر پر افسوس کا اظہار کرتے رہے کہ کتنی اچھی باتیں ہو رہی تھیں۔ اور ان لوگوں نے خواہ مخواہ بدمزگی پیدا کر دی۔

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ مسلمان اب کتنا گر چکا ہے۔ کہاں سیدنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ کہ آپ کے پاس جب نجران سے عیسائیوں کا وفد آتا ہے آپ خود اس کی خاطر و مدارات کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خصوصی طور پر ان کی خدمت پر مامور فرما دیتے ہیں۔ عبادت کا رنگ ہیں ان سے گفتگو کرتے ہیں اور ان کے یہ ظاہر کرنے پر کہ اب ہم باہر جا کر عبادت کریں گے حضور مسجد نبوی کو پیش کرتے ہیں کہ آپ لوگ یہیں اپنے طریقے سے نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اور کہاں آج کا مسلمان جو کسی کی بات کو سننا گوارا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سیدنا و مولانا رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق دے۔ تاہم پھر ایک زندہ قوم شمار ہو سکیں۔ اور اسلام کے صحیح اور سچے وارث بن سکیں۔ آمین۔

کیونکہ ؎

تدبیر سنبھلنے کی ہماری نہیں کوئی
ہاں ایک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے

خاکسار:-
بشیر احمد
انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی۔ یوپی

اُتر پردیش کا تبلیغی و تربیتی دورہ

لکھنؤ گوردوارہ میں احمدی مبلغ کا مؤثر لیکچر

خاکسار بریلی لکھیم پور اور شاہجہانپور وغیرہ کا دورہ کرتے ہوئے مورخہ ۱۹ راکتوبر کو اتر پردیش کے دار الخلافہ لکھنؤ پہنچا محترم عزیزم سیٹھ بشیر احمد کے مکان پر گیا۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ ۱۹ راکتوبر کو چونکہ سنتری گرو نانک جی مہاراج کا جنم دن تھا اس لئے میں نے عزیزم بشیر احمد صاحب کو لکھا تھا کہ وہ سیکرٹری صاحب گوردوارہ سے مل کر لیکچر کا انتظام کر رکھیں۔ مگر بوقت الملاقات معلوم ہوا کہ میرے بر وقت کارڈ جو اس سلسلہ میں ان کو ارسال کئے گئے تھے انہیں نہیں ملے۔ مجھے بے حد تعجب ہوا۔ محترم عزیزم بشیر احمد صاحب نے فرمایا کہ ہم ابھی گوردوارہ چلتے ہیں اور سیکرٹری صاحب سے مل کر اس معاملہ کو طے کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ہم دونوں گوردوارہ کے سیکرٹری صاحب سے ملے۔ باوجودیکہ پروگرام میں گنجائش نہ تھی مگر انہوں نے میرے لئے وقت نکالا اور رات کے اجلاس میں ۹ بجے کا ٹائم دیا۔ خاکسار بہمراہی عزیزم سیٹھ بشیر احمد صاحب وقت مقررہ سے قبل ہی گوردوارہ پہنچ گیا۔ ۱۰ بجے خاکسار کی تقریر شروع ہوئی۔ خاکسار نے شری گورو نانک جی مہاراج کی سیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ کی تعلیم کے دو پہلوؤں کو خصوصیت سے بیان کیا۔

اول یہ کہ آپ نے نڈر ہو کر توحید کا پرچار کیا۔ توحید کے بارہ میں آپ کے مختلف شلوک میں نے بیان کئے۔

دوسرے یہ کہ آپ نے ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد رکھی۔ اور مسلمان بزرگوں اور فقیروں کے ساتھ اپنا میل جول بڑھایا۔ اس سلسلہ میں میں نے آپ کی سوانح حیات سے کئی ایک مثالیں بیان کیں۔

اگرچہ خاکسار کو صرف پندرہ منٹ تک تقریر کرنے کے لئے کہا گیا تھا مگر پانچ منٹ کی تقریر کے بعد ہی سیکرٹری صاحب اسٹیج نے مجھے بتایا کہ آپ نصف گھنٹہ تک تقریر جاری رکھیں۔

اس طرح نصف گھنٹہ تک خاکسار نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جسے حاضرین نے پسند فرمایا۔ سیکرٹری صاحب اسٹیج کی طرف سے پھولوں کے ہار بھی پیش کئے گئے اور میرے ان خیالات پر شکریہ کا اظہار بھی کیا گیا۔ محترم سیٹھ بشیر احمد صاحب نے دو روپے بطور نذرانہ کے بھی پیش کئے۔ تقریر کے بعد مختلف احباب سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اور مسلمان اور سکھ جو ایک دوسرے سے دور جا چکے ہیں اس پر اظہار افسوس بھی کیا گیا۔ اور ہر دوست نے خواہش کی کہ جس طرح ہمارے بزرگوں کے تعلقات خوشگوار تھے خدا کرے کہ ہمارے تعلقات بھی خوشگوار اور استوار ہو جائیں۔

اگلے روز بھی میرا قیام لکھنؤ ہی رہا۔ اور جمعہ کا خطبہ خاکسار نے ہی دیا۔ خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو اس طرف توجہ دلائی گئی کہ ہمیں عمل کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ انسان کے عمل کا قول کے مطابق ہونا بہت زیادہ اثر رکھتا ہے۔ آخر میں احباب کو جلسہ قادیان جانے کے لئے بھی تحریک کی۔

خاکسار۔ بشیر احمد انچارج مبلغ صوبہ اتر پردیش

بقیہ کالم ۔۔

ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔" (تذکرۃ الشہادتین)

موجودہ حالات میں جبکہ غلبۂ اسلام سے متعلق ہم آسمانی پیشگوئیوں کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلام کے ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والے کامل غلبہ کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے اپنا تن من دھن سب لگا دیں اس کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم تحریک جدید میں جو مقصد تبلیغ و اشاعت اسلام کی عالمگیر مہم کے ذریعہ اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنا ہے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ اس وقت ہماری ذرا سی بھی غفلت نہایت خطرناک نتائج پر منتج ہو سکتی ہے وہ مغربی اقوام جو عیسائیت سے مایوس اور بیزار ہو کر تلاش حق میں دوسرے مذاہب کے مطالعہ کی طرف مائل ہو رہی ہیں اگر ہماری فرض ناشناسی کی وجہ سے اسلام کی طرف [illegible] چیلنج آ۔ ۔ ۔ مذہب بدھ ازم کی طرف رجوع ہو گئیں تو ان کے ایک دلدل سے نکل کر دوسری دلدل میں پھنسنے کے ہم ذمہ دار ہوں گے۔ خدا ہماری اس غفلت پر ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ؕ

خدا تعالیٰ ہمیں وقت کی نزاکت کو سمجھنے اور اس کے مطابق تحریک جدید کے مالی جہاد میں پہلے سے بڑھ کر ہی نہیں بلکہ حالات کی نزاکت اور وقت کے تقاضا کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے سے بدرجہا زیادہ بڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم خدائی رحمتوں کے جاذب بن سکیں اور اس کے بے پایاں انعامات و افضال کے وارث ٹھہریں۔

افریقہ اور یورپ و امریکہ میں ایک نئے انقلاب کے آثار

بقیہ صفحہ اول

زیادہ مائل ہونے جا رہے ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ آج جماعت احمدیہ کی عظیم الشان منظم تبلیغی جدوجہد سے افریقہ ہی نہیں بلکہ یورپ و امریکہ میں اسلام جس شان سے پھیل رہا ہے اس پر پردہ ڈالنے کے لئے مسٹر پیکاک نے اسلام کے ذکر کے ساتھ دوسرے مشرقی مذاہب کو خواہ مخواہ گھسیٹ مارا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ افریقہ اور یورپ و امریکہ میں صرف اور صرف اسلام ہی ہے جو جماعت احمدیہ کی منظم تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں پھیل رہا ہے۔ اس میں شک نہیں فی زمانہ مغربی اقوام بدھ مت اور ویدک دھرم میں بھی دلچسپی لے رہی ہیں لیکن یہ دلچسپی صرف علمی نوعیت کی ہے ان مذاہب کی طرف سے نہ وہاں کوئی منظم تبلیغ کی داغ بیل پڑی ہے اور نہ ہی وہاں لوگ دینی مسلک کے طور پر ان مذاہب کو اختیار کر رہے ہیں اس کے باوجود یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ مسٹر پیکاک نے "انکوائرر" میں جس چیلنج کا ذکر کیا ہے اس سے یہ ظاہر و باہر ہے کہ عیسائیت کا انیسویں صدی والا پہلا سا طمطراق ختم ہو چکا ہے اور اب اسے اپنے لینے کے دینے پڑے ہوئے ہیں۔

یہ صورت حال حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو روز روشن کی طرح دنیا پر آشکار کر رہی ہے اس لئے کہ انیسویں صدی کے اواخر میں جب کہ مغربی اقوام پورے مشرق پر چھائی ہوئی تھیں اور ان کے اس غلبہ کی وجہ سے سارے مشرق میں ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک عیسائیت کا طوطی بول رہا تھا آپ نے عیسائیت کے زوال پذیر ہونے اور بالآخر اسلام کے غالب آنے کی پہلے ہی پیشگوئی فرما دی تھی آپ نے اس آنے والے انقلاب کو اپنی صداقت کے حق میں ایک نشان کے طور پر پیش فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ نے دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کند ہو گا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں۔ ملکوں میں پھیلے گی اور اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔" (اشتہار ارجون ۱۸۹۷ء)

آج اس انقلاب کو ہم اپنی آنکھوں سے رونما ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ یہ انقلاب رونما ہو رہا ہے اور اس شان سے ہو رہا ہے کہ خود یورپ کے عیسائی پادری اس کے ظاہر ہونے کی گواہی دے رہے ہیں یہ ابھی اس انقلاب کی ابتداء ہے خدائی وعدوں کے بموجب یہ انقلاب اپنے کمال کو پہنچے گا کیونکہ یہ تقدیر الٰہی ہے دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کے بروئے کار آنے کو روک نہیں سکتی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام پہلے ہی خبردار فرما گئے ہیں۔ آپ کا یہ انتباہ لکھ رکھنے اور ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے متنبہ فرمایا تھا:۔

"چاہو تو میری بات کو لکھ رکھو کہ اب کے بعد مردہ پرستی روز بروز کم ہو گی یہاں تک کہ نابود ہو جائے گی کیا انسان خدا کا مقابلہ کرے گا؟ کیا ناچیز قطرہ خدا کے ارادوں کو رد کر دے گا؟ کیا فانی آدم زاد کے منصوبے الٰہی حکموں کو ذلیل کر دیں گے؟ اے سننے والو سنو اور اے سوچنے والو سوچو کہ حق ظاہر ہو گا اور وہ جو سچا نور ہے وہ چمکے گا۔" (انجام آتھم)

آج دنیا کے حالات اور خود اخبار کی گواہی زبان حال سے پکار رہی ہے کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب ایک عیسائیت ہی نہیں بلکہ تمام مذاہب کے مغلوب ہونے اور کل ادیان پر اسلام کے غالب آنے کے متعلق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی یہ بشارت بھی بتمام و کمال پوری ہو گی کہ:۔

"اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ دیکھا جائے گا۔ خدا اس مذہب (اسلام) اور اس سلسلہ (احمدیہ) میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا

باقی کالم پر)

کیا آپ چندہ جلسہ سالانہ ادا فرما چکے ہیں؟

جلسہ سالانہ میں اب چند دن گنتی کے باقی ہیں۔ اور اس مبارک موقعہ پر دور دراز علاقوں سے جو مخلصین تشریف لاتے ہیں۔ وہ حقیقتاً سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہونے کا شرف پاتے ہیں جن کی مہمانداری کرنا ہمارا اور آپ کا مشترکہ فرض ہے۔ اس مشترکہ بابرکت کام میں مرکز کے ذمہ یہ بھی ہے کہ وہ ہر قسم کے مرکزی انتظامات کو مکمل کرے اور آپ حضرات کے ذمہ یہ فرض ہے کہ جلسہ سے قبل چندہ جلسہ سالانہ ادا کر دیں۔

مرکز نے ابھی سے ایسے انتظامات شروع کر دیئے ہیں۔ لہٰذا آپ بھی اپنے فرض کی ادائیگی کا جلد انتظام کریں تاکہ انتظامات میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔

جملہ صدر صاحبان اور عہدے داران مال سے گذارش کی جاتی ہے کہ وہ اس طرف خاص توجہ دے کر جلسہ سالانہ سے قبل چندہ جلسہ سالانہ مرکز میں ارسال فرما دیں۔

ناظر بیت المال قادیان

شکرانہ فنڈ

مخلصین جماعت کا یہ طریق ہے کہ وہ خوشی کی تقاریب مثلاً نکاح کے موقعہ پر، شادی، بچہ کی پیدائش، مکان کی تعمیر، امتحان میں کامیاب ہونے، حادثات سے محفوظ رہنے، بیماری سے شفا پانے اور غموں سے نجات ملنے کے مواقع پر اپنے حقیقی محسن اللہ تعالیٰ کے حضور بطور شکرانہ کے کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کیا کرتے ہیں۔ تا دین اسلام کی ضروریات مدنظر رہیں۔ اور اُن کے پورا کرنے میں اُن کا بھی حصہ ہو۔ سو احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ہر ایسے موقعہ پر دینِ اسلام کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے محاسب صاحب قادیان کے نام شکرانہ فنڈ میں کچھ نہ کچھ رقم بھجوا کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔

خاکسار۔ ناظر بیت المال قادیان

وصیّت

وصیتیں منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو اس کی اطلاع دفتر مجلس کارپرداز کو دے۔ 　　سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

نمبر ۱۳۳۸۷ میں مریم صدیقہ زوجہ چوہدری نور احمد صاحب ناصر قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ر فروری ۱۹۶۲ء مطابق ۲۹ر رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔
(۱) حق مہر بذمہ خاوند مبلغ ایک ہزار (۱۰۰۰/-) کان کا زیور طلائی و ماشے قیمتی ایک سو بیس روپیہ کل جائیداد مبلغ گیارہ صد بیس روپے (۱۱۲۰/-) ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں اپنی جائیداد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس کے علاوہ میری کوئی آمد وغیرہ نہیں ہے۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم بطور حصہ جائیداد ادا کر کے رسید خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان حاصل کر لوں تو اس قدر رقم وصیت کردہ جائیداد سے کم متصور ہوگی۔

الامۃ مریم صدیقہ بقلم خود
۱۴/۲/۶۲

گواہ شد　محمد عبد اللہ معاون ناظر تبلیغ　نسر سیعہ قادیان ضلع گورداسپور
گواہ شد　حکیم محمد سعید مبلغ سلسلہ احمدیہ قادیان　۱۷/۲/۶۲

سیکرٹریان امور عامہ توجہ فرمائیں

گذشتہ دنوں تمام سیکرٹریان امور عامہ یا صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں چار قسم کے فارم بذریعہ بک پوسٹ بھجواتے ہوئے علیحدہ تفصیلی چٹھیاں بھی بھجوائی جا چکی ہیں۔ اور اخبار بدر میں متعدد بار اعلانات بھی کروائے جا چکے ہیں کہ
(۱) صرف ایسے قابل شادی اناث و ذکور کے کوائف مرکز میں بھجوائے جائیں۔ جن کی شادیاں اپنے رشتہ داروں میں یا مقامی طور پر اور ارد گرد کے قریبی علاقہ میں بھی طے پانی مشکل ہوں۔
(۲) تمام افراد جماعت (شیر خوار بچوں سمیت) کی مردم شماری بمطابق ارسال کردہ فارم مرتب کر کے بھجوائی جائے۔ اور ارد گرد کے ایسے احمدی بھی شامل کر لئے جائیں۔ جو ملازمت یا کاروبار کے سلسلہ میں مقیم ہوں اور وہ کسی جماعت کے باقاعدہ فرد نہ بن سکتے ہوں۔
(۳) ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ ماہانہ رپورٹ کارگذاری بھجوانے کا تسلی بخش انتظام کیا جاوے تاکہ مرکز کو مقامی جماعت کے پیش آمدہ حالات کا علم ہوتا رہے۔

مگر افسوس ہے کہ ابھی تک بہت کم جماعتوں نے اعلانات پر توجہ کر کے فارم مکمل کر کے بھجوائے ہیں۔ اور معتدبہ حصہ ایسا ہی ہے جن کی طرف سے ابھی تک فارموں کی رسیدگی تک کی بھی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ لہٰذا ان ذمہ دار عہدیداران کو پھر توجہ دلائی جاتی ہے کہ

(۱) قابل شادی افراد کے کوائف ہر جماعت کی طرف سے جلد از جلد مرکز میں پہنچ جانے ضروری ہیں۔ کیونکہ بعض جماعتوں میں لڑکوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اور بعض جگہوں پر لڑکیوں کی زیادتی ہے۔ اور عدم علم کی بنا پر دونوں جگہوں کے لئے رشتے طے کرنے کرانے کے معاملات سخت پریشان کن بن رہے ہیں۔ اور ان کا حل اسی طرح ممکن ہے کہ مرکز میں ہر جگہ کے قابل شادی افراد (اناث و ذکور) کے کوائف پہنچ جائیں۔ تاکہ مرکز بھی رشتہ ناطہ کی مشکلات حل کرنے کی سعی کر سکے۔
(۲) اسی طرح احباب جماعت کی کئی سالوں سے مردم شماری نہیں ہو سکی جس کا تعلق مفاد سلسلہ سے ہے۔ اس لئے جس قدر ممکن ہو۔ فارم مردم شماری بھی مکمل کر کے بھجوائے جانے ازبس ضروری ہیں۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ دوبارہ توجہ دلائی جاتی ہے کہ جن جماعتوں کو فارم ابھی تک نہیں پہنچ سکے وہ اطلاع دیں تاکہ دوبارہ بھجوا دیئے جائیں۔ اور جن کو پہنچ چکے ہیں وہ سستی سے کام نہ لیں۔ اور فارم جلد از جلد پُر کر کے ممنون فرمائیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

خبریں

نئی دہلی ۳۰ نومبر۔ آج لوک سبھا میں وزیر دفاع شری چوہان نے بتایا کہ برطانیہ اور امریکہ دونوں سے آبدوزوں کی سپلائی کی تجاویز زیر غور ہیں اور ہمیں دونوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔ وہ سوالات کا جواب دے رہے تھے اُنہوں نے کہا کہ دونوں پیشکشیں موزوں ہیں مگر مالی انتظامات کی موزونیت اور تربیتی سہولیات کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کرنا ہوگا۔ برطانیہ نے بھارت کو کسی برطانوی جہاز ساز کارخانہ کو جدید طرز کی آبدوز کا آرڈر دینے کے لئے سہولیات مہیا کرنا منظور کر لیا ہے۔

نئی دہلی ۳۰ نومبر۔ بھارت کے وزیر دفاع شری وائی۔ بی چوہان نے آج یہاں فوجی کمانڈروں کی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے چیتاونی دی کہ چین کی طرف سے فوجی حملہ کا خطرہ اب بھی برقرار ہے۔ چین نے ۱۹۶۲ء کے حملہ کے بعد دو برسوں میں ہماری شمالی سرحدوں پر مورچے بنا لئے ہیں۔ فوجی پوزیشن کو مضبوط بنا لیا ہے۔ اور آج بھارتی سرحد پر ۱۹۶۲ء کے حملہ کی نسبت زیادہ چینی فوج جمع ہے۔ سیاسی طور پر بھی چین اپنی ہٹ دھرمی اور ضد پر اڑا ہوا ہے۔ اور اس نے کولمبو تجاویز کو منظور کرنے کی کوئی خواہش ظاہر نہیں کی۔ چین کے ایٹم بم کے دھماکہ کا ذکر کرتے ہوئے شری چوہان نے کہا کہ اس نئے واقعہ پر فوجی نقطۂ نگاہ سے بڑی احتیاط اور توجہ سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ شری چوہان نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ پاکستان جموں و کشمیر میں جنگبندی کی متواتر خلاف ورزیاں کر رہا ہے۔ اس کی طرف سے تری پورہ سرحد کی خلاف ورزی بھی ہو رہی ہے۔ اور پاکستانیوں کے چوری چھپے داخلہ کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ جس طریق سے پاکستان نے دونوں ملکوں کی کانفرنس منتری کی سطح پر ملتوی کی ہے اس سے پاکستان کا رویہ واضح ہوتا ہے۔

نئی دہلی ۳۰ نومبر۔ پردھان منتری شری لال بہادر شاستری نے آج لوک سبھا میں ایک سوال کے جواب میں کہا۔ کہ ہمیں علم ہے کہ آجکل بمبئی میں کیتھولک عیسائیوں کی جو بین الاقوامی کانفرنس ہو رہی ہے وہ ایسی کارروائیوں میں حصہ لے گی۔ جن سے تبدیلیٔ مذہب کو بڑھاوا ملے۔ میرا خیال ہے کہ تبدیلیٔ مذہب کی ترغیب دینے کے لئے نہیں بلایا گیا۔ شری پرکاش ویر شاستری نے دریافت کیا کہ سرکار کے نوٹس میں یہ اطلاعات آئی ہیں کہ اس وقت بھارت میں کیتھولک عیسائیوں کی تعداد صرف ۴۲ لاکھ ہے جبکہ اس کانفرنس کے بعد ان کی تعداد دگنا ہو جائے گی۔ شری لال بہادر شاستری نے کہا کہ وہ ایسا نہیں سمجھتے۔ اس مرحلہ پر کانگرس ممبر شری ہیمنت سنیا اور سوشلسٹ لیڈر شری ناتھ پائی نے اپیل کی کہ ممبروں کو کوئی ایسی بات نہیں کہنی چاہیے جس سے کہ بھارت پر کسی طرح کا حرف آئے۔ چنانچہ سپیکر شری حکم سنگھ نے اس بارے میں مزید سوالات دریافت کرنے کی ممانعت کر دی اس سے پہلے شری پرکاش ویر شاستری نے پوچھا تھا کہ آیا یہ امر واقعہ ہے کہ کانفرنس میں شامل ہونے والوں کو حکومت کی طرف سے گوشت مہیا کرنے کا انتظام کیا گیا ہے؟ وزارت خارجہ کی راجیہ منتری شریمتی لکشمی مینن نے کہا کہ کانفرنس کے منتظمان نے حکومت سے ڈیلی گیٹوں کے داخلہ اور کانفرنس کے انعقاد کے لئے سہولتیں مانگی تھیں وہ بمبئی سرکار نے دے دیں۔

نئی دہلی ۳۰ نومبر۔ کویت کے وزیر اعظم اور ولیعہد شیخ الصباح نے یہ امید ظاہر کی ہے کہ بھارت اور پاکستان میں اختلافات جو بدقسمتی سے دو پڑوسی ممالک کے تعلقات پر اثر انداز ہوئے ہیں۔ غیر ملکی مداخلت کے بغیر پُرامن طور پر براہ راست بات چیت کے ذریعہ طے کئے جا سکیں۔ وزیر اعظم کویت نے یہ رائے اپنے دورۂ بھارت کے خاتمہ پر ایک مشترکہ کمیونکی میں ظاہر کی ہے۔ جو ان کی اور پردھان منتری شری شاستری کی طرف سے جاری کیا گیا ہے۔

جموں ۳۰ نومبر۔ جموں و کشمیر ہائی کورٹ میں منتری لنک ناتھ شرما ایڈووکیٹ نے بخشی غلام محمد کے لڑکے بخشی بشیر کی طرف سے ایک اور درخواست دی جس میں کہا گیا کہ ریاستی سرکار سے کہا جائے کہ وہ اس ہیبس کارپس درخواست کے بارے میں اپنا جواب جلد دے جس میں بخشی غلام محمد کی نظر بندی کو چیلنج کیا گیا تھا درخواست میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جواب ملنے کے بعد سماعت کے لئے جتنی جلد ممکن ہو سکے تاریخ مقرر کی جائے

میرٹھ ۳۰ نومبر۔ پردھان منتری شری لال بہادر شاستری نے کہا کہ ایک ایٹم بم بنا کر چین کا یہ سمجھ لینا کہ وہ بھی ایک ایٹمی طاقت بن گیا ہے ایک غلط فہمی ہے لیکن اگر چین ایٹمی طاقت بن بھی جائے۔ تو بھی وہ کسی دوسرے ملک کے خلاف ایٹم بم استعمال کرنے کی جرأت نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ایسا ہونے سے ایک عالمگیر ایٹمی جنگ شروع ہو جائے گی۔ جس سے اس ملک کو نقصان ہوگا ہی جس پر یہ ایٹم بم پھینکا جائے گا۔ مگر اس کے ساتھ ہی ایٹم بم پھینکنے والا ملک یقیناً تباہ ہو جائے گا۔ شری شاستری نے اپنے اس اعلان کو پھر دہرایا کہ بھارت ایٹمی اسلحہ بندی کے لئے کام کرتا رہے گا۔ اور ایٹمی ہتھیاروں کے خلاف عالمی رائے عامہ منظم کرے گا۔ کیونکہ ہم یہ جانتے ہیں کہ دنیا کے تمام ممالک یہ چاہتے ہیں کہ ایٹمی جنگ کا خطرہ ہمیشہ کے لئے مل جائے۔ دنیا میں کوئی بھی ملک خواہ وہ کتنا بھی طاقتور کیوں نہ ہو۔ ایٹمی جنگ کا خطرہ مول لینے کو تیار نہیں۔

لندن ۳۰ نومبر۔ لندن کے ہفتہ وار اخبار آبزرور نے اپنے ڈپلومیٹک نامہ نگار کے حوالہ سے اپنے پہلے صفحہ پر ایک آرٹیکل شائع کیا ہے۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ مسٹر خروشچیف کو وزیر اعظم کے عہدہ سے باقاعدہ منظم سازش کے تحت ہٹایا گیا۔ دراصل انہیں تین ماہ پہلے ہٹانے کی سازش کی گئی تھی۔ اس اخبار نے روسی اور کمیونسٹ باوثوق ذرائع کے حوالہ سے انکشاف کیا ہے۔ یہ سازش مسٹر الیگزینڈر شیلپن سابق خفیہ پولیس چیف اور مسٹر ورلادی میر سمی چیسنی نے مل کر بنائی تھی۔ جو کہ اب روس کی سیکیورٹی تنظیم کے افسر اعلیٰ ہیں۔ اس اخبار نے یہ لکھا ہے کہ مسٹر خروشچیف اب ماسکو کی گرانوسکی سٹریٹ کی ایک عمارت میں گھر ہی میں نظر بند کے طور پر رہ رہے ہیں۔ جو کہ کریملن سے صرف پانچ منٹ کا راستہ ہے اخبار نے یہ بھی لکھا ہے کہ کمیونسٹ پارٹی کے چیف مسٹر بریژنیف اور روس کے نئے وزیر اعظم مسٹر کوسی جن کو اس شرط پر اس سازش میں شامل کیا گیا تھا کہ انہیں کمیونسٹ پارٹی کا نیا چیف اور روس کا نیا وزیر محض عارضی طور پر بنایا جائے گا۔

طہران ۳۰ نومبر۔ شمالی ایران میں بحیرہ کیسپین کے کنارے ساحل پر زبردست طوفان اور جنگل کی آگ سے ۵۰ اشخاص کے ہلاک ہونے کی اطلاع ملی ہے۔ جبکہ ۶ مکان تباہ ہو گئے۔ اور ۳ سو دیگر مکانوں کو نقصان پہنچا۔ مصیبت زدگان کی امداد کے لئے ۱۰۰ اپیلیں۔ کمبل اور خوراک دی گئی ہے۔

کیپ کینیڈی ۳۰ نومبر۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ امریکہ نے منگل سیارہ کی طرف جو خلائی جہاز چھوڑا تھا وہ کسی اور سیارہ کی طرف بڑھنے لگا ہے۔ لیکن اس سے خلائی جہاز کے مشن پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑے گا۔ بعد میں چند ہدایات جن کے ذریعہ اس کا راستہ درست کر دیا جائے گا۔ خلائی جہاز اب جس روشن سیارہ کی طرف بڑھ رہا ہے اس کے بارے میں خلائی جہاز کی طرف سے بھیجے ہوئے مواد کا سائنس دان مطالعہ کر رہے ہیں۔ خلائی جہاز ۵ ارجولائی کو منگل سیارہ کے ۲۲ فوٹو اتارے گا۔

ویٹیکن سٹی ۳۰ نومبر۔ پوپ پال نے کل پیٹر سکوائر میں اتوار کی پرارتھنا کے بعد وہاں موجود بھاری اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میری یہ دعا ہے کہ دوسرا عیسائی سیشن کے سلسلہ میں پیدا شدہ ہندو اکثریت والے ملک بھارت کے لوگوں کے لئے عزت، احترام اور بھائی چارہ و امن کا پیغام تصور کیا جائے۔ آپ نے مزید کہا کہ میرے اس دورہ سے جہاں عیسائیوں کے مابین اتحاد کو تقویت ملی وہاں غیر عیسائیوں کے تئیں رواداری میں بھی اضافہ ہوگا۔ آپ نے اپنی رہائش گاہ کی کھڑکی میں کھڑے ہو کر اپنے پیروؤں کو آشیرواد دیتے ہوئے کہا کہ میری یہ دعا ہے کہ بمبئی کا یہ عیسائی سیشن کامیاب ہو۔

چنڈی گڑھ ۳۰ نومبر۔ مکھیہ منتری کا ریڈر رام کشن نے بتایا ہے کہ امید ہے کہ پردھان منتری شری لال بہادر شاستری دسمبر کے دوسرے پندرھواڑہ میں کسی وقت پنجاب کا دورہ کریں گے۔ آپ غالباً ۱۸ جنوری ۱۹۶۵ء کو لالہ لاجپت رائے کی جنم بھومی ڈھوڈیکے میں لالہ جی کی جنم شتابدی کے سلسلہ میں آئیں گے۔ آپ نے بتایا کہ جنوری میں مسز وجے لکشمی پنڈت بھی پنجاب کا دورہ کریں گی۔ صدر کانگرس شری کامراج امسال دسمبر کی کسی وقت ہریانہ پرانت کے دورہ پر آئیں گے۔

چنڈی گڑھ ۳۰ نومبر۔ مکھیہ منتری کا ریڈر رام کشن نے بتایا ہے کہ چنڈی گڑھ میں ۲۸ سے ۲۹ دسمبر تک مرکزی اور صوبائی ہاؤسنگ منتریوں کی ایک کانفرنس منعقد ہو گی۔